

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

اکمل السبیل

فی شرح حدیث

نجد قرن الشیطان

نجد مرکز گمراہی کی پہچان، اس سے ظاہر ہونیوالی گمراہیوں کی فہرست
احادیث، اقوال سلف، شارحین حدیث، تاریخ، جغرافیہ اور لغت عربی

مُؤْتَبَرٌ

حکیم محمد شرف سند موثقاً تعالیٰ

شائع کردہ

دارالاشاعت شریفہ شندھو بلوچی، ضلع قصور

قیمت ۱۰ روپے



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

حدیث

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

اکمل السبیل

فی شرح حدیث

نجد قرن الشیطان

نجد مرکز گمراہی کی پہچان، اس سے ظاہر ہونیوالی گمراہیوں کی نہایت
احادیث، اقوال سلف، شارحین حدیث، تاریخ، جغرافیہ اور لغت عرب کے

مُؤْتَبَرٌ

حکیم محمد شرف سندھو عفا تعالیٰ عنہ

شائع کردہ

دارالاشاعت شریفہ شندھوبوںکی، ضلع قصور

قیمت ۱۰ روپے

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں عراق سے فتنوں اور گمراہ فرقوں کے ظہور کی بیشک ترقی زبردست دلیل ہے اگر اسی ایک ہی کو معیار صداقت قرار دے لیا جائے تو مخالف سے مخالف کو بھی حنود کی حقانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد مقدس کے ممبر کے پاس کھڑے ہوئے عراق عرب یعنی مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف منہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے پورے دعوت سے فرمایا۔
"امت پر آنے والے ہولناک فتنے اور گمراہ فرقوں کا ظہور

عراق ہی سے ہوگا۔"

تاریخ گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد عراق سے وہ فتنے جنگ جمل، صفین، نہروان و واقعہ کربلا، بنو امیہ اور بنو عباس کی لڑائیوں پھر تاتاریوں کے خونریز ہنگاموں کی صورت سے ظاہر ہوئے۔

گمراہ فرقوں کا ظہور بھی خوارج و روافض، قدریہ و معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کی صورت میں خود کوفہ، بصرہ، بغداد وغیرہ عراقی شہروں ہی سے ہوا اور قیامت تک ظاہر ہونے والے تمام گمراہ فرقوں کا وجود ان ہی کی فرع و شاخ ہوگا، جیسا کہ متحدہ ہند کی نبرت کا ذریعہ قادیانی، منکریین حدیث، رضا خانی وغیرہ ہیں۔

بارہ سو سال جبری تک مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ احادیث اور تاریخی واقعات کی بنا پر یہی رہا کہ وہ۔

”نجد قرن الشیطان سے صحیح مراد عسراق ہی ہے“

جیسا کہ خفی شارحین حدیث، علامہ کرمانی و عینی اور مسئلہ شارحین حافظ ابن حجر و قسطلانی کی تصریحات سے ظاہر ہے۔

لیکن جب امام التوحید شیخ محمد بن عبدالوہاب نے نجد یا مدینہ (معروفہ) نجد سعودیہ، ملک یمن کا سرسبز و شاداب علاقہ ہے، اسے توحید خالص کا علم بلند کیا اور اس ملک کے بلند بخت امیر محمد بن سعود نے (امام التوحید کی ہدایت سے متاثر) اپنے ملک میں کتاب و سنت کا آئین جاری کر کے خلافت راشدہ کی یاد کو تازہ کیا اور تمام خلاف کتاب و سنت امور و بدعات کو اپنی حب و بغض کے تحت سے خارج کر دیا۔

پھر حجاز مقدس پر غلبہ حاصل کر کے حرمین الشریفین کو بھی کفر و شرک اور بدعات سے پاک کر کے حقیقی معنوں میں آیت :-

أَنْ طَيَّرْنَا مَبِيتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالزَّائِحِينَ تَجَدَّد ۝

کا مندراق بنا دیا تو (جیسا کہ نوح علیہ السلام سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے صحابہ اور اہل توحید کے ساتھ ہوتا آیا ہے) ان سے بھی فرقہ غالبہ نے وہی سلوک شروع کر دیا۔

خاندانہ حکومت ترکیہ نے اپنی بھی و سیاسی دشمنی سے فرقہ غالبہ کے علماء کو اپنا آلہ کار بنا کر ان کی ہر ممکن امداد شروع کر دی۔

غرضیکہ اخوان التوحید نجد سعودیہ کو بدنام و ذلیل کرنے کی غرض سے جو بستان ان پر عائد کئے گئے ان میں سے اہم ترین بستان ”حدیث نجد قرن الشیطان“ کی یہودیہ تخریفات ہے (یعنی نجد سے مراد نجد سعودیہ اور قرن الشیطان سے مراد مدینہ نجد ہیں)

چنانچہ نجدی وہابی کے طعنہ سے وہی معنی مراد لیا گیا ہے جو قریش مکہ صلی
رضی اللہ عنہم کو صحابی نام دے کر مراد لیتے تھے یعنی قوم و ملک کے غدار باپ
واو کے دین سے پھرنے والے لاد مذہب و گمراہ وغیرہ
عوام کو گمراہ کرنے کی غرض سے تحریر و تقریر میں اس درجہ زبردست
پرہیز کیا گیا کہ حنفی مذہب کی مستند کتاب درمختار کی شرح لکھتے وقت ملا
شامی نے بھی یوں ذکر کیا ہے۔

كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا
من نجد وقلبوا على الحرمين وكالوا ينتحلون مذهب
الحنابلة لكنهم اعتقدوا اللهم هم المسلمون وان من
خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل
السنة و قتل علماءهم حتى كسر الله شوكتهم وخرّب بلادهم
و ظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث و ثلاثين و مائتين و الف
(شامی باب البغاة جلد ۳ ص ۲۳ مطبوعہ)

ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانہ کے نجدی وہابی ہیں جو بنیٰ نزیب کی طرف منسوب
ہوتے ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور حوران کے عقیدہ کے
خلاف ہیں۔ سب کے سب مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے عوام اور
اہل سنت کی خوریزی اور قتل کو مباح سمجھا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۳۲ھ
میں مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر غلبہ دے کر اس کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا
حیرت و تعجب کی کوئی حد نہیں رہتی جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ملا شامی
نے غیظ و غضب کا اظہار اس جوش و خروش سے کیا ہے کہ مافض و
خارج کی باہمی رقابت کا ریکارڈ بھی مات ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر یہ بھی معلوم

نہیں کہ نجد سعودیہ کی تحریک توحید کا داعی کون ہے۔ شیخ عبدالوہاب یا کہ شیخ محمد بن کیونکہ شیخ عبدالوہاب نجد یا مکہ کی تحریک توحید کا قطعاً داعی نہیں بلکہ تحریک توحید کے داعی ان کے بیٹے شیخ محمد نذر اللہ مرقہ ہیں۔ خود ان کے والد کو بھی ان سے اختلاف تھا بلکہ (والد کی وفات کے بعد) ان کے بھائی نے بھی مخالفت کی اور ترویجی رسائل لکھے مگر بالآخر تائب ہو کر ان کا ہم عقیدہ ہو گیا گویا کہ علامہ شامی کا رنج و غصہ بھی بصدق "مخالفت بات کرے ان ہوتی"۔

متحدہ ہند کے اہل حدیث مجاہدین

انگریز جو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے، حکومتِ ترکیہ و مصر اور غالی فرقہ کے نجدی و بابی پر دیکھتا ہے کہ احقہ آشنا تھا لہذا اس نے بھی تحریک آزادی کو ناکام بنانے کی غرض سے ترکیہ و مصر کا شائع شدہ لٹریچر متحدہ ہند کے فرقہ غالیہ کے سپرد کر کے اپنی خسروانہ لوازمات سے سرفراز کرتے ہوئے اہل حدیث کو بدنام کرنے پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ فرقہ غالیہ نے اہل حدیث کو نجدی و بابی نام سے مشہور کر کے ان کی خواہش پوری کر دی۔

پس انگریز نے ان (اہل حدیث) کو باغی قرار دیتے ہوئے پھانسی و کالا پانی کی ہولناک سزائیں دے کر اس تحریک (آزادی یا جہاد) کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حدیث کی تحریک کمزور ہو کر رہ گئی اور انگریز کو ایک مدت تک امن و سکون سے حکومت کرنے کا موقع مل گیا۔ حالانکہ اہل حدیث کا نہ تو تاریخی حیثیت سے موجودہ ہند کے ساتھ میل جول اور تعلق ثابت ہوتا

ہے اور نہ ہی مذہب و مسلک میں اشتراک، کیونکہ اخوان التوحید حبشی مذہب کے مقلد ہیں۔ جیسا کہ ان کے لٹریچر سے ثابت ہے۔ مگر اہل حدیث تعلیم مذہب معین سے دور۔ قرن اول صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم کے طرز عمل پر کتاب و سنت کے داعی و علمبردار ہیں۔ ان کا امتیازی لغویہ ہے۔ کسی کا بور ہے کوئی نبی کے بور ہیں گے ہم

مقلین سے ان کا خطاب یوں ہے۔

ذلولار شاد مرشد کو حدیث مصطفیٰ ہوتے

قیاس مجتہد چھوڑو حدیث مصطفیٰ ہوتے

فرقہ خالیہ کی تحریف و تلبیس سے چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تکذیب ہوتی ہے۔ لہذا مزوری سمجھا گیا کہ حدیث سجد قرن الشیطان کی اتر لغت، شارحین حدیث، صحابہ تابعین، ائمہ دینی رضی اللہ عنہم کے متفقہ اقوال سے وضاحت کر کے گمراہ فرقوں کی فہرست خود رکھ مذہب حنفی سے پیش کر دی جاتے۔

ساتھ ہی اہل حدیث اور ان کی مصنفات کا معیار حق ہونا مشاہیر اسلام کے متفقہ فیصلہ سے ذکر کر دیا جاتے۔ تاکہ صحیح العقیدہ مسلمانوں پر فرقہ خالیہ کے غلط پردہ پگینڈا کی حقیقت آشکار ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ احقر کو اس غم مستم کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو استفادہ کمرہ توفیق بخشے۔ آمین بدوحتک یا ارحم الراحمین۔

فیقر الی اللہ

حکیم محمد اشرف سندھو عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل
عليه و نعوذ بالله من مشورر الفسنا و من سيئات انفسنا
من يهده الله فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي له
و نشهد ان لا اله الا الله و نشهد ان محمدا عبده و
رسوله صلى الله عليه وسلم اما بعد فان خير الحديث
كتاب الله و خير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم
و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة
ضلالة و كل ضلالة في النار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسلام کو لور اور کفر کو اندھیرے سے تشبیہ

دی ہے۔
تاریخ گواہ ہے کہ آفریقہ میں عالم سے اسلام اور کفر کی جنگ جاری ہے اور
رہتی دنیا تک بدستور رہے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان اپنی قلیل تعداد
کے باوجود حق پر غور و شش اور ناز کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے خلاف کفر کو
اپنی کثرت پر گھنڈتے ہیں۔

پس جیسا کہ اسلام و ایمان کی نشر و اشاعت کے لیے مرکز کی ضرورت تھی۔
ویسے ہی بدعت و فکرا جی کی تبلیغ کے لیے بھی اڈہ ضروری تھا۔
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے
مرکز اسلام و ایمان اور چشتہ کفر و طغیان کی نشان دہی کا جوا اعلان کر دیا ہے۔ وہ
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے الفاظ سے ملاحظہ فرمائیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ ہمارے
کا اپنی جگہ سے سرک جانا، ہمدروں کا خشکی اور خشکی کا سمندر بن جانا، زمین کا سنا

کا بدل جانا تو تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتیں اس درجہ محکم اور غیر مبدل ہیں کہ ان کے وقوع و ظہور میں بال برابر بھی تغیر ناممکن ہے۔

جوابات نبی فرماتے ہیں، معیار صداقت ہوتی ہے
خود لفظ شکل بن جاتے ہیں اور زندہ ثابت ہوتی ہے
مرکز اسلام اور ایمان کی نشان دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمائی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غلظ القلوب و
الجفاء في المشرق و الديان في اهل الحجاز و مسلم،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے فرمایا، لوگوں کی سختی اور ظلم و جفاء
مشرق (عراق) میں ہے اور ایمان اہل حجاز (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے لوگوں)
میں ہے۔

دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے:-

ان الاسلام بدء غريبا وسيعود غريبا كما بدء وهو
يأرزاني بين المسجدين كما تاذ الحية في جحرها و مسلم،
اسلام کی ابتدا جلیع غریب و مصائب کے ساتھ حجاز سے ہوئی ویسے ہی
بالآخر حجاز ہی میں لوٹ آئے گا۔ جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ
آتا ہے۔

ترمذی کی روایت یوں ہے:-

ان الدين ليأرز الحجاز كما تاذ الحية الى جحرها و
ليعقل الدين في الحجاز معقل الروية من اس الليل و ترمذی

دین حجاز کی طرف لوٹ آتے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ
 آتا ہے۔ بلکہ دین حجاز کے ساتھ اسی طرح وابستہ ہو جائے گا جیسے بحریات
 پہاڑ کی چوٹی کو لازم پکڑتی ہیں۔
 بخاری و مسلم کی متفقہ روایت یوں ہے:-

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 ان الدیان لیارذ الی المدینۃ کما تارذ الحیۃ الی جعروھا، متفق علیہ،
 اسلام و ایمان پھر پھر اگر مدینہ منورہ میں اسی طرح لوٹ آئے گا جیسا کہ سانپ
 گھوم پھر کر اپنے سوراخ ہی میں آرام پکڑتا ہے۔

عن ابی سعود قال اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 بیدہ نحو الیمین فقال الذان الدیان لھما (مسلم)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک یمین کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ
 کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو یہاں ہے۔
 دوسری روایت یوں ہے:-

الدیان یمان و الفقه یمان والحکمة یمانۃ (مسلم)
 ایمان و فقہ اسلام اور عمل بالحدیث تو یمین والوں کا ہے۔
 صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں:-

و الدیان یمان و الحکمة یمانۃ سمیت الیمین لہا عن یمین
 الکعبۃ و الشام لہا یمان و الکعبۃ (بخاری)

ایمان اور حکمت یا عمل حدیث کا محل تو یمین ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ
 یمین کا علاقہ چونکہ بیت اللہ شریف کے واپس طرف ہے۔ اس لئے اس ملک
 کا نام ہی یمین ہو گیا اور شام چونکہ بائیں جانب اسی وجہ سے وہ شام کے نام سے مشہور ہے

وقال في الفتح سميت اليمن لينا ليمينه والشام

شاما لشؤمه

فتح الباری میں ہے کہ ملک یمن چونکہ بیتہ اللہ کے یمن (بائیں طرف) میں ہے۔ اسی وجہ سے اس کو یمن کہا جاتا ہے اور شام چونکہ شتوم (بائیں طرف) میں ہے۔ اسی وجہ سے شام مشہور ہے۔

رایت عبودا من نور خرج من تحت راسی سا طعا

حتى استقر بالشام (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا، میرے تنگی کے نیچے سے روشنی کا مینار ظاہر ہوا جو چلتا ہوا ملک شام میں ٹھہر گیا۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں:

داو بی للشام قلنا ادی ذلک یا رسول اللہ قال لدن ملئکة

الرحمن باسطة اجنحتها علیها (رواہ احمد - ترمذی)

شام مبارک ملک ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ حضور کس وجہ سے؟ فرمایا، رحمت کے فرشتے اس پر اپنے مبارک پر پھیلاتے ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم میں اس طرح ہے:

لا يزال اهل العرب ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة

قال النووي في شرحه قوله اهل العرب المراد به من ادعى

قال معاذ هم بالشام تنزل وهم اهل الشام

وما رواه ذواللفظ (شرح نووی ۱/۱۳۰ نور محمد دہلی)

اہل عرب تا قیامت حق پر رہیں گے۔ امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اہل عرب سے مراد ایک خاص علاقہ ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں کہ وہ علاقہ ملک شام ہے اور بعض اہل علم اہل عرب سے شام اور اس کے لواحق مسلمان مراد لیتے ہیں۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ حجاز، شام اور یمن یہ تینوں ملک اسلام و ایمان کا مرکز ہیں اور رہتی دنیا تک ان سے اسلام و ایمان کی صداقتی رہے گی۔
بظاہر تینوں کے متعلق الگ الگ ایمان و اسلام کی خوشخبری ہے، لیکن ایک ہی خطہ ارض (و واحد علاقہ) ہیں۔ اس لئے کہ حجاز مقدس نے باقی دونوں ممالک یعنی یمن اور شام کو متحد کر کے ایک ہی ملک بنا دیا ہے کیونکہ مکہ معظمہ تمام کی زمین میں واقع ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک مکی و مہاجر سے ظاہر ہے اور تمام یمن کا وہ علاقہ ہے جسے غور (ہسٹار) کہا جاتا ہے۔

چنانچہ لودی شرح صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ:-
”کہ مکہ تمام کا شہر ہے اور تمام یمن کا علاقہ ہے“

ایسے ہی فتح الباری میں ہے کہ:-

”تمام یمن کا وہ علاقہ ہے جس میں مکہ آباد ہے“

حدیث کے سلسلہ شارح علامہ اشرف فرماتے ہیں:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لئے جو دعائیں اور بشارات فرمائی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مکہ جو حضور کا آبائی اور پیدائشی مقام ہے۔ وہ یمن کا مقدس شہر ہے اور مدینہ منورہ جو آپ کی ہجرت گاہ (اور آخری آرام گاہ بھی) ہے وہ شام کا مبارک شہر ہے“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:-

”وین اور شام کے لئے مخصوص و علاقوں کی وجہ یہ ہے۔ کہ مکہ جو آپ کا پیدائشی اور آبائی وطن ہے، وہ وین کا شہر ہے اور مدینہ منورہ جو آپ کا مسکن و مدفن ہے وہ شام کا شہر ہے (جغرافیائی حقیقت یہ ہے) کہ مکہ اور مدینہ منورہ کے اتحاد و اشتراک سے حجاز کا علاقہ ظاہر ہوتا ہے“

ملازمینی نے (عمدة القاری میں) اور حضرت تلامذہ قاری نے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں) یوں فرمایا ہے۔

”حجاز سے مراد کہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا لواحق علاقہ ہے“
اس تفصیل سے عیاں ہو گیا، وین و شام کو حجاز مقدس نے واحد ملک یا علاقہ بنا دیا ہے۔ لہذا وین و شام اور حجاز کے لئے جو الگ الگ اشارات وارہیں و حقیقت وہ تینوں کے لئے مشترک ہیں۔
مرکز کفر و طغیان | مرکز و مبداء کفر و طغیان کی نشان دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے:-

۱۔ عن ابی ہریرۃ..... (اس الکفر قبل المشرق و سلم)

کفر کا سرچشمہ (مدینہ منورہ سے) مشرقی علاقہ ہے۔

۲۔ (اس الکفر نحو المشرق) (بخاری ۲۰۱۳)

کفر کی چوٹی (سر) مدینہ سے مشرق میں ہے۔

۳۔ من ہلنا جاءت الفتن نحو المشرق (بخاری ۲۰۱۴)

فتنوں کا سرچشمہ تو مدینہ کا مشرقی علاقہ ہے۔

۴۔ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشتبہون المشرق

فقال ہا ان الفتنة ہلنا ان الفتنة ہلنا من حیث یطلع

(حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں) ہم نے دیکھا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ، مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ دامت پر واقع ہونے والے، فتنے اسی جانب سے ظاہر ہوں گے جہاں سے شیطان کا سیلنگ نکلتا ہے۔ (بخاری ۳۱۱۱)

بخاری کی روایت ایسے بھی ہے۔

عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وهو مستقبل المشرق يقول اذان الفتنۃ ھلما من حیث
یطلع قدون الشیطان کتاب الفتنۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ
من قبل المشرق

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ (مدینہ منورہ سے) مشرق کی طرف منہ مبارک کر کے فرما رہے تھے کہ امت پر فتنہ و فساد کے طوفانی سیلاب اسی طرف سے آئیں گے، جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

مقصود و مدعا احادیث مذکورہ کا یہ جواب کہ بدعات و گمراہی اور قتل و خنزیرہ کی چلے فتنے مدینہ منورہ سے مشرقی علاقے سے ظاہر ہوں گے۔ اگر نقشہ عرب کو دیکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی کہ مدینہ سے مشرق کی طرف جو علاقہ ہے وہ عراق عرب کے نام سے مشہور ہے لیکن عمارۃ الناس کی تعلیم و اطلاع کے لئے کہتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یثیر بیدہ لا یثم

العراق ھا ان الفتنۃ ھلما ان الفتنۃ ھلما ثلاثا (مداۃ ۳۱۱۱)

ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فوفانی چہرہ عراق کی طرف کرتے ہیں
اپنے ہاتھ مبارک سے عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ فتنہ
وفسادات کے طوفانی سیلاب اسی طرف سے آئیں گے (۲) اسی طرف سے ظاہر
ہوں گے (۳) یقیناً اسی ملک سے آئیں گے۔

حضرت سالم کہتے ہیں کہ میرے والد ابن عمر رضی اللہ عنہم سے ایک عراقی نے
مسئلہ پوچھا۔ جس کے جواب میں والد نے فرمایا:-

يا اهل العراق ما اسالكُم عن الصغيرة وادركبکم
للكبيرة سمعت ابي عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم اذا الفتنة تجئ من ههنا وادوى بيده
لنحو المشرق من حيث يطلع قرن الشيطان و انتم يضرب
بعضكم رقاب بعض (مسلم)

عراقیو! تم چھوٹے چھوٹے مسئلے تو بڑی کوشش سے دریافت کرتے
ہو لیکن کبار کا ارتکاب کرتے وقت ایک ذرہ بھی جھجکا محسوس نہیں کرتے
جو۔ تم ہی وہ لوگ ہو جو آپس میں قتل و قتال کے عادی ہو۔ آنحضرتؐ نے آپ
کے ملک عراق ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، فتنے و فسادات اس
مشرقی علاقے سے ظاہر ہوں گے اور تم ایک دوسرے کو مارو گے۔

جامع ترمذی کی روایت اس طرح ہے:-

انظروا الى هذا يسأل عن دم البعوض وقد قتلوا ابن

بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم (ترمذی)

عواقیوں کا تقوئے تو دیکھو کہ مجھ کے خون آلود کپڑے سے نماز کے جائز یا
ناجائز ہونے کا فتوے تو پوچھتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرتے وقت ذرہ بھی جھپک محسوس نہ کی
ابن کثیر میں یوں ہے :-

انظر الى اهل العراق قتلوا ابن بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم وغم يسلون عن دم البعوضة (تفسير ابن
کثیر ذیرایہ فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار)

عراقی پھر کے خون آلود کپڑا سے نماز کے جواز و عدم جواز کا کو فتویٰ پوچھتے
ہیں لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں انہیں کچھ خیال بھی نہ ہوا۔
صحیح بخاری میں اس طرح ہے :-

وسأله رجل عن المصوم قال شعبة احسبه يقتل
الذباب قال اهل العراق يسئلون عن الذباب وقد قتلوا
ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم هما ديعافى من الدنيا (بخاری)

اہل عراق نے محرم کو کبھی مارنے کے جواز یا عدم جواز کا فتوے پوچھا تو حضرت
ابن عمر نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ عراقی کبھی مارنے کے عذاب سے تو ڈرتے ہیں
لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو قتل کرنے میں ان کو ایک ذرہ بھی خوف
نہ برا حالانکہ حضورؐ نے فرمایا ہے ، وہ دونوں (حسین رضی اللہ عنہما) میرے پھل
ہیں دنیا میں ۔

== حضور ﷺ کا دعا فرمانے سے انکار کرنا ==

عن ابن عمر قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم اللهم
بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله و
في نجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا

قالہ یا رسول اللہ فی نجدنا فانظنہ قال فی الثالثة هناك
الزلزال والغتن ولها یطلع قدن الشیطان (بخاری۔ کتاب الغن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام وین کے لئے دما فرما رہے تھے۔ ایک
شخص نے عرض کیا، حضور! ہمارے نجد (عراق) کے لئے بھی دما فرمائیے، آپ
نے توجہ نہ کی۔ بلکہ فرمایا کہ اے اللہ ہمارے شام وین میں برکت فرما۔ اس نے
پھر عرض کیا، حضور! ہمارے نجد (عراق) کے لئے بھی دما فرمائیے۔ سائل کے
اصرار پر آپ نے تیسری دفعہ فرمایا، نجد عراق توفیقہ و کارحشہ ہے۔ اسی علاقہ
سے گمراہ فرقے ظاہر ہوں گے

امام بخاری نور اللہ مرقدہ نے یہ حدیث باب قول النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الغن قبل المشرق کی ذیل میں نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ فتون اور
گمراہ فرقوں کا ظہور مدینہ منورہ سے مشرقی علاقہ یعنی نجد عراق ہی سے ہوگا۔ اس
کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

نجد کا لغوی معنی | نجد مصدر ہے جس کا معنی رفعت یا بلندی ہے۔
گویا کہ محاورہ عرب میں ہر اونچی اور نمایاں چیز کو نجد کہا جاتا ہے یعنی ہر نشیب
زمین کے بالمقابل اونچی زمین کے علاقہ کو نجد کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ فارسی میں
اونچی سطح والی زمین کو سطح مرتفع اور اردو میں اونٹاڑ کہا جاتا ہے۔
چنانچہ وہ تمام اونچی سطح والی زمین کا علاقہ جو تھمار (غور یا سمندر کے کنارے)
سے شروع ہو کر مین، شام اور عراق تک پھیلا ہوا ہے، نجد کہلاتا ہے جو طحطا
تقسیم اور محل وقوع مختلف حصوں اور ناموں سے مشہور ہے۔

نجد کا لغوی معنی لغت عرب کی تمام کتب مثل صراح، نہایہ، ابن اثیر،
لسان العرب، قاموس، مصباح النیر، تاج العروس، ورائشیر منتہی العرب

اور نجد وغیرہ میں یوں ہے :-

ان النجد ما اشرف من الارض سطح مرتفع زمین کو نجد کہتے ہیں۔

جغرافیہ عرب کی مستند کتاب معجم البلدان میں ہے :-

النجدة قفلات الارض وصلاتها وما غلظ منها واشرفها

شمار چین حدیث | کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ نجد کا معنی بروہ اونچی زمین جسے جو اپنے مقابل کی غور (نشیب) زمین سے بلند ہو۔

چنانچہ حافظ ابن حجر و قسطلانی اور شمار چین اخلاف علامہ کرمانی و عینی نے (اپنی اپنی شروح صحیح بخاری میں) نجد کا معنی بالاتفاق یوں لکھا ہے :-

و اصل نجد ما ارتفع من الارض وهو خلاص الغور (تأ بالفتح)

نجد کو کئی خاص ملک نہیں بلکہ ہر اونچی سطح زمین کا علاقہ جو اپنے بالقابل (غور) علاقہ زمین سے بلند ہو، نجد نام سے پکارا جاتا ہے۔

سطح پر فوق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اہل عرب ہر اونچی زمین کو جو اپنے غور سے بلند ہو نجد کہتے ہیں۔

اسی اعتبار سے ملک عرب میں کئی ایک نجد (اونچی زمین کے علاقے) ہیں، جیسے دوسرے ملکوں میں بھی عام طور پر اونٹاڑ و ہٹھاڑ (نشیب و بلند) ہیں اور وہ اپنے بچے ناموں سے موسوم ہیں۔

ملک عرب کے نجد نام علاقوں کی مختصر فہرست مستند و قدیم جغرافیہ عرب معجم البلدان اور لغت عرب کی کتاب تاج العروس شرح قاموس سے پڑھتے :-

”نجد البرق، نجد اجاء، نجد عقير بلغظه، ويقال ان نجد اكلمها

من عمل اليمامة (معجم البلدان)

یامہ اور اس کا نواحی نجد، نجد یامہ کے نام سے موسوم ہے۔

ماہ ملک یمن کا وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان واقع ہے۔ یہ تہامہ کے غور یا ڈھلان سے شروع ہو کر یمن کے ڈھلان تک ہے۔ اور عبد حاضرین نجد سعودیہ کے نام سے شہرہ آفاق ہے۔ نجد خال نجد کلب نجد مرہج، نجد شری، نجد الوذ، نجد حجاز، نجد عقاب (یہ دمشق میں واقع ہے) نجد عراق یا نجد بادیر عراق (یہ وہ نجد ہے جو کسری ایران کی خندق سے مقام حرہ عراق تک ہے یا مکہ (حجاز) سے شروع ہو کر کوذ وغیرہ پر ختم ہوتا ہے) (مختصاً بمعجم البلدان ج ۱ - تاج العروس جلد ثانی)

نجد قرن الشیطان | نجد عرب کی فہرست میں سے نجد قرن الشیطان وہ علاقہ ہے جو مدینہ منورہ سے مشرق میں ہے جس کی نشان دہی بمعجم البلدان ایسے مسئلہ جغرافیہ عرب میں :-

”خندق کسری ایران سے مقام حرہ تک“

اور تاج العروس، نہایہ، ابن اثیر وغیرہ مستند کتب لغت میں :-
”خندق کسری ایران سے سواد عراق یا تہامہ (مکہ مکرمہ) سے شروع ہو کر کوذ عراق وغیرہ پر ختم ہوتی“

بتلانی لکھتی ہے :-

گویا کہ کسری ایران کی خندق اور تہامہ (حجاز) یا مکہ مکرمہ کے درمیان کی سر زمین عراق کا جو اسنچا علاقہ ہے یہی نجد قرن الشیطان ہے۔

تاریخ گراہ ہے کہ امت مسلمہ پر آنے والے خطرناک فتنے عراق ہی سے اٹھے اور تمام گمراہ و بدعتی فرقوں کا ظہور بھی عراق ہی سے ہوا۔ گویا کہ راس الکفر اور قرن الشیطان کا مصداق عراق ہی ہے۔

شہار حسین حدیث | نے جس وضاحت سے نجد قرن الشیطان کی نشان دہی

فرمائی۔ اے کے الفاظ کا ترجمہ و خلاصہ بھی ملاحظہ فرماتے جاسیے :
 ستریل الاحناف علامہ کرمانی اور حجۃ الاحناف عینی فرماتے ہیں :-
 تھامہ سے عراق تک جو اونچی زمین کا علاقہ ہے یہی وہ نجد ہے
 جو اس الکفر و کفر کا سرچشمہ اور نجد قرن الشیطان و گمراہ فرقوں کی
 پیدائش گاہ ہے :-
 یا بالفاظ دیگر :-

”مکہ مکرمہ سے کوفہ کی جانب کا نجد، نجد قرن الشیطان ہے“

مزید وضاحت سے فرماتے ہیں کہ :-

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نجد کو گمراہ فرقوں کا موجب
 اعلان فرمایا ہے۔ وہ نجد باوہ عراق ہی ہے کیونکہ یہی وہ نجد ہے جو
 مدینہ منورہ سے مین مشرق میں ہے جیسا کہ لغت عرب، حدیث اور
 جغرافیہ عرب کے ماہر امام خطابی نے اعلان کیا ہے۔“

حجۃ الاحناف علامہ عینی ملک عرب کی زمین کی متہیں بیان کرتے ہوئے لکھتے

ہیں :-

”نجد قرن الشیطان وہ خطہ ارض ہے جس کی حدود تھامہ حجاز
 سے شروع ہو کر عراق کے نیچان (دغور) پر ختم ہوتی ہیں۔“

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے :-

”عراق عرب کا وہ اوقاف یا اونچی سطح کا علاقہ ہے جس کی حدود
 تھامہ حجاز مکہ مکرمہ پر ختم ہوتی ہیں، نجد قرن الشیطان ہے اور یہ

عراق کا وہ علاقہ ہے جس میں کوفہ، بصرہ، بغداد وغیرہ شہر ہیں“
 چنانچہ مستند شارحین حدیث حافظ ابن حجر و قسطلانی اور حنفی بزرگوں

یعنی وکرائی کا متفقہ فیصلہ یہی ہے :-

”سجدہ بادیع عراق ہی سجدہ قرن الشیطان ہے۔ کیوں کہ مرید منور“

سے مشرق میں صرف یہی سجدہ واقع ہے“

ائمہ لغت، شارحین حدیث اور ماہرین جغرافیہ عرب کے متفقہ فیصلہ سے واضح ہو گیا کہ عرب کے سجدہ ہی علاقوں سے سجدہ قرن الشیطان وہ مخصوص سجدہ ہے جو سجدہ بادیع عراق کے نام سے مشہور ہے اور محل وقوع کے اعتبار سے مدینہ منورہ کے مشرق میں کوذاور کہ مکہ کے درمیان ہے یا دوسری طرف خندق کسری ایران سے شروع ہو کر تمامہ اور حجاز پر ختم ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے بعد اگر کوئی بدعتی سجدہ سعودی کو جو کہ مکہ اور یمن کے درمیان یامہ کے علاقہ میں ہے، سجدہ قرن الشیطان کہنے کی جرات اور بے وقوفی کرتا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی صرف تحریف ہی نہیں تو جہ آپ پر بتان بازہ کہ من کذب علی متعمداً نمتعہ من النار کا مصداق بنتا ہے۔

قرن الشیطان کا معنی علامہ کرمالی مخفی نے لکھا ہے :-

دقیل قد نہ امة وشیعة شیطاننی گروہ اور شیطاننی امت مراد ہے

نیز فرمایا ہے :-

”یعنی عہدہ المثل فیہا لا یحمد من الامم“ (کرمالی)

عرب میں ہر اس قول و فعل کو قرن الشیطان کہا جاتا ہے جو مکہ و مدینہ پر حجۃ الاحناف یعنی فرماتے ہیں :-

قیل القرن القدوة ای یطہرین قوۃ الشیطان

شیطان کے سنگ بھی مراد ہو سکتے ہیں مگر حدیث کے لفظ قرن الشیطان

سے مراد شیطان قوت ہے۔ جس سے وہ انسان پر مسلط ہوتا اور تباہ پاتا ہے۔

خاتمہ اسحاق ابن حجر اور حافظ قسطلانی فرماتے ہیں کہ:-

”قرن الشیطان سے مراد ہر مکہ وہ اور ناپسندیدہ امر ہے۔

مگر حدیث کے لفظ قرن الشیطان سے مراد گمراہ فرقے ہیں۔
فتنوں اور گمراہ فرقوں کی فہرست | مذکورہ مضمون کا بقول شارحین خلاصہ
 یہ ہوا کہ قرن الشیطان سے مراد خطرناک فتنے اور گمراہ فرقے ہیں۔

چنانچہ علامہ کرمانی حنفی فرماتے ہیں:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ میں اہل مشرق کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے قرن الشیطان یا اس الکفر وغیرہ الافغان فرماتے، اس زمانہ میں اہل عراق اور ایران کفر پر مقرر تھے۔

بنار علیہ حضور نے ان کی طرف سے ظاہر ہونے والے فتنہ و فساد کی خبر دی۔ پس جیسا کہ آپ نے پیشگوئی فرمائی، حرفِ سحر پوری ہوئی۔

چنانچہ جنگِ جمل و صفین اور خوارج وغیرہ گمراہ فرقوں کا ظہور نجد عراق اور اس کے لواحق علاقے سے ہی ہوا۔ یا جوج ماجوج اور وجال ایسے آخری فتنے بھی اسی زمین سے ظاہر ہوں گے۔“

حجۃ الاحناف یعنی، علامہ کرمانی کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے اس لئے کفر و طغیان اور گمراہ فرقوں کے ظہور کی پیشین گوئی فرمائی کہ اس عہد میں مدینہ منورہ کے مشرقی علاقہ (عراق) کے

لوگ شدت سے کفر پر مصرتھے۔

چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا، حرف بحرف ویسے ہی ہوا۔ یعنی وہ فتنے جنگ جمل اور صفین کی صورت میں عراق ہی سے ظاہر ہوئے اور پھر خوارج وغیرہ گمراہ فرقوں کا ظہور بھی عراق ہی سے ہوا اور یہ اخبار و پیشین گوئیاں آنحضور کی نبوت کے دلائل سے ہیں کیوں کہ آپ نے ان فتنوں کے وقوع و ظہور سے پہلے ہی ان کی برائی سے آگاہ کر دیا تھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ کو ان کا علم دیا گیا تھا۔ بطور فیصلہ لکھتے ہیں :-

”امت پر آنے والے تمام فتنے مشرق (عراق) ہی سے اُٹھ جئے کہ قریب قیامت کا آخری فتنہ یعنی یاجوج و ماجوج کا ظہور بھی عراق ہی سے ہو گا۔ غرضیکہ اسلام اور مسلمین کی تباہی کی جمیع تحریکوں کا مرکز عراق ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کے لئے دغا فرمانے سے انکار کر دیا کیوں کہ عراق شر و فتنہ اور شیطانی غلبہ و تسلط کے لئے مخصوص ہو چکا تھا۔“

حافظ قسطلانی فرماتے ہیں :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دعوئے سے مدینہ منورہ سے مشرقی علاقہ یعنی عراق کو فتنہ و فساد کا مظہر اعلان کیا وہ ویسے ہی ہوا کیونکہ جنگ جمل و صفین اور خوارج وغیرہ فرقوں کا ظہور تاریخ کی وہ مثالیں ہیں جو سب کی سب عراق سے ظاہر ہوئیں۔ گویا کہ یہ واقعات رسول اللہ صلی اللہ کی نبوت کے اہم ثبوت ہونے کے ساتھ ہی

فتنہ عراق کے اخبار بھی ہیں :-

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :-

”امام مہلب (ماہر حدیث) کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عراق کے لئے دھا کرنے سے انکار کی وجہ یہی تھی کہ اس عہد میں اہل عراق کفر پر مصر تھے۔

پس جیسا کہ حضور نے ان کے شر و فتنہ کی خبر دی۔ ویسے ہی ہوا۔ سب سے اہم اور بڑا فتنہ جو عراق سے اٹھا وہ مسلمانوں میں فرقہ بازی اور دھڑا بندی ہے اور یہی شیطان کی آخری خواہش تھی۔

نہ صرف یہی بلکہ اسی ملک عراق ہی سے بدعات و گمراہیوں کے تمام سیلاب اٹھے جو پوری دنیا اسلام میں سرعت سے پھیل گئے :- (فتح الباری)

امام نوویؒ جو علامہ عینی اور حافظ ابن حجر سے بھی پہلے کے شارح ہیں لکھتے

ہیں :-

”قرن الشیطان سے مراد شیطان کے سینک بھی ہیں۔ جن سے لوگوں کو گمراہ کرتے وقت مدد دیتا ہے اور کفار کے اس عہد کے فرقے بھی مراد ہو سکتے ہیں مگر اصل مراد اس سے عراق پر شیطانی غلبہ و تسلط ہے۔“

جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ کفر کا سرچشمہ مدینہ منورہ سے مشرقی اُت (عراق) کا علاقہ ہے کیوں کہ فتنوں کا ظہور اسی سے ہوا اور وہاں کا خروج بھی اسی علاقہ سے ہو گا اور تاتاریوں کے ہلاکت آفریں حملے بھی یہیں ہوتے (نووی شرح صحیح مسلم)

شاریحین حدیث نے ثابت کر دیا کہ راس الکفر اور قرن الشیطان کا مرکز و منظر صرف عراق ہی ہے۔

صرف یہی بلکہ عراقی فتنوں کا ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اہم ترین دلیل ہے۔

شاریحین حدیث اور تاریخی شواہد سے سنجہ باویر عراق کا فتنہ و فسادات اور گمراہ فرقوں کا مرکز ہونا ثابت ہو چکا مگر حدیث و احادیث کے دوسرے طرق سے سبجائے سنجہ خاص لفظ عراق بھی ملاحظہ فرمائیے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے تھے۔

۱۔ اللهم بآدك لنا في صاعنا و مدنا و مستند و مدینتنا و

شامنا و یمننا فقال رجل و عداقتنا قال ان فیها قریۃ

الشیطان و تلجیح الفتن و ان الجفاء بالمشرق دکننا لعلنا

اسے اہل العالمین ہمارے صاع، مد، مکہ، مدینہ، شام اور یمن میں برکت فرما
یہ دعا سن کر حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت ہمارے
عراق کے لئے بھی دعا فرمائیے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”عراق سے تو گمراہ فرقے و فتنے اور جور و ظلم ہی ظاہر ہو گا۔“

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور دعا فرما رہے تھے۔

۲۔ فقال رجل فالعراق فیہا میوتنا و فیہا حاجاتنا فسکت

فقال یطلع قرن الشیطان و هناك الزلازل و الفتن (بحوالہ مذکور)

تو ایک شخص نے عرض کیا۔ حضور! ہمارے عراق کے لئے بھی دعا فرمائیے۔
کیونکہ وہاں سے ہمارے اور ہمارے حیوانات، وغیرہ کے لئے کھانے کی اشیاء
اور دوسری چیزیں آتی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے

کے بعد فرمایا۔

عراق سے شیطان کی گروہ اور فتنے و فسادات ظاہر ہوں گے۔

سید سنیں۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دخل ابلیس العراق

مغضاً حاجتہ فیہا ثم دخل الشام فطردوہ ثم دخل مصر

نباس فیہا و فندخ و بسط عبقریۃ و طبوائی

رسال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان (اپنی شیطنت کی نشرو

افتاحت کے مرکزی مقام کی تلاش میں پھرتا ہوا) جب عراق میں داخل ہوا تو

اس کی مراد برآئی۔ پھر شام کے ملک پہنچا تو دستکار ویا گیا۔ پھر مصر میں داخل ہوا

تو اس میں اٹکے اور بچے دتے اور اپنی اولاد کی خوب تربیت کی۔

عراق مبداء کفر و شرک ہے | سید محمد انور شاہ کشمیری جو علما احناف

میں غارتہ الحفاظ یا ابن حجر ثانی کے نام سے موسوم ہیں۔ عراق کے مبداء شرک

رہنے کی وضاحت میں لکھتے ہیں :-

حاصلة ان ثلاث الدثان التي كانت في قوم نوح عليه السلام

كان في العراق وهي كانت تحت مملكة العرب ويقال لها

عراق العرب فلا عجب منه وليود ان عمرو بن لحي الذي

هو اول من سن عبادة الدثان في العرب كان جاء بوش من

العراق (فيض الباري شرح بخاری تفسیر سورہ نوح)

قوم نوح کے بت (دو وسواع) عراق ہی میں تھے چونکہ عراق کا علاقہ

عرب کے تحت چلا آیا ہے۔ اس لئے اس کو عراق عرب کہا جاتا ہے اور یہ

تعجب نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ عرب میں بت پرستی کو رواج دینے والا پہلا

شخص عمرو بن لُحیٰ نے جو عراق ہی سے بت اٹھا کہ عرب میں لایا اور عربوں کو بت

رستی پر لگا دیا۔
گمراہ فرقوں کی ابتداء | ثابت ہو چکا کہ ملک عراق مدینہ منورہ سے مشرق میں

ہے (یہی نجد قرن الشیطان ہے) اور تمام فتنوں کا ظہور بھی اسی ملک سے ہوا۔

اب ابتدائی گمراہ فرقوں کے ظہور کی پیشین گوئی پڑھتے :-

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِيكَ مِثْلُ مَنْ عِيسَى الْيَهُودُ حَتَّى يُلْتَمِزُوا مِنْهُ دَاحِبُهُ

النَّصَارَى حَتَّى انْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ قَالَ يَهْلِكُ فِي رَجُلًا

مِنْكُمْ مَغْضُوطٌ يَعْرِضُ بَيْنَ بَيْنِ يَسَى فِي دَمِغِضٍ يَحْمِلُهُ شِمَانِي عَلَى

أَنْ يَهْلِكَ (مشکوٰۃ دبیع باب مناقب علیؑ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھے فرمایا، تیری مثال تو عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ یہودیوں نے ان سے اسے

دربہ دشمنی کی کہ ان کی والدہ محترمہ پر افتراء لگانے سے نہ بچ سکے اور عیسائیوں نے

ان کی محبت میں غلو کر کے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں مسلمانوں کا ایک فرقہ مجھ پر بہتان باندھ کر حد درجہ

دشمنی کرے گا اور دوسرا میری محبت میں غلو کر کے میرا درجہ اتنا بڑھائے گا کہ میں

برگزیدہ ہرگز اس کے لائق نہیں۔

روافض شیعہ کی کتب اور ان کا قول و عمل حضرت علی رضی عنہ کی محبت و

شان میں غلو کی مجسم دلیل ہیں۔

خواجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی اور عداوت میں یہود کی مثال

دھیرے۔

تاریخ گواہ ہے ان دونوں فرقوں کی ابتداء کو فرسے ہوئی۔ گو خوارج اس رقت کو ذرا اور نواح کو ذی میں نہیں ہیں مگر روافض کا مرکزی مقام آج بھی کو ذی عراق ہی ہے۔ بلکہ قرن الشیطان کے ان سب سے بڑے دو گروہوں (فرقوں) کے بعد دوسرے تمام فرقے معتزلہ جمہیہ وغیرہ بھی کو ذی لبرہ بغداد وغیرہ ہی سے برائے ہیں۔

خروج خوارج کی احادیث بطور نمونہ سنئے۔

۱۔ یخرج ناس من قبل المشرق یرقمون القدان

لا یجاوزن تداقیہم (بخاری ۴۸ باب قتال الفاجد)

مشرقی علاقے سے ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گا جو قرآن مجید کو بظاہر بڑی محبت اور رقت آمیز لہجہ سے پڑھے گا مگر ان کا پڑھنا محض زبانی زبانی ہو گا۔ ان کے دل اس سے انکار ہی ہوں گے۔ صحابی کہتا ہے:-

۲۔ اھوی بیدہ قبل العاق یخرج منه قوم یرقمون

القرآن لا یجاوزن تداقیہم (بخاری ۴۸ باب قتال الخوارج)

آپ نے عراق کی طرف ہاتھ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس علاقے سے ایسے لوگ نکلا رہے ہوں گے جو قرآن مجید کو بظاہر محبت اور انتہائی رقت سے پڑھیں گے مگر ان کے دل بے اثر ہوں گے۔

شراحین حدیث کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ان احادیث کا مصداق صرف خوارج ہی ہیں، کیوں کہ ان کے اکثر لوگ حافظ قرآن تھے اور انتہائی محبت و رقت سے پڑھا کرتے تھے، مگر جب حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ میں صلح کا سمجھوتہ ہوا تو یہ لوگ دونوں کے دشمن ہو گئے اور جنسرت علیؑ کے خلاف محاذ جنگ

قائم کر دیا۔

ان کی تعداد آٹھ ہزار یا اس سے زیادہ تھی اور کوفہ کے قریب صرف دو میل پر حورو راین اتر آئیں انہوں نے اپنا مرکز بنایا پھر لہجہ اور بالآخر شہر وان ان کی مضبوط چھاؤنی قرار پاتی جسے حضرت علی نے فتح کر کے خوارج کو حتی الامکان ختم کر دیا۔ مگر ان کا وجود باقی رہا اور ایک مستقل مذہب قرار پایا جو تاحال دنیا کے بعض حصوں میں موجود ہے۔

روافض اپنے سوا تمام مسلمانوں کو اور سوائے چند ایک صحابہ کے باقی سب کو کافر جانتے ہیں ایسے ہی خوارج اپنے سوا دوسرے سب مسلمانوں، امیر معاویہ حضرت علی اور طرفین کے ہمراہی تمام صحابہ کو کافر مانتے ہیں۔
بقیہ گمراہ فرقے | روافض و خوارج کی کوفہ سے خروج کی تفصیل کے بعد باقی گمراہ فرقوں کی تفصیللاحظہ فرمائیے۔

تیس شارعیین احناف ملا علی قاری بہتر فرقوں والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-

” رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہماری امت کے بہتر فرقے گمراہ اور دوزخی ہوں گے صرف ایک فرقہ اصل اسلام کا حامل اور جنتی ہوگا۔ جس کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمارے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر عامل ہوگا۔“
 قاری صاحب لکھتے ہیں :-

”واعلم ان اصول اهل البعۃ كما نقل في المواثبات:-

۱۔ المعتزلة القائلون بان العباد خالقو اعمالهم وينبغي الرؤية
 ولوجوب الثواب والعقاب وهم عشرون فرقة

۲۔ والشیعة المضطرون فی محبة علی کرم الله وجهہ وھم
اثان وعشرون فرقة

۳۔ والخوارج المفرط الکفرۃ لہ رضی اللہ عنہ ومن
اذنب کبیرۃ وھم عشرون فرق

۴۔ والنجاویۃ الموافقة لاهل السنة فی خلقی الدفعل والمقتلۃ
فی نفی الصفات وحدوث الکلام وھم ثلاث فرق

۵۔ والعبریۃ القائلة بسلب الاختیار عن العباد فرقة داخلة

۶۔ والمشبہۃ الذین یستہدون العن بالخلق فی الجسمیۃ
وھم خمسة فرق

۷۔ والعلول فوق ایضاً

تلك اثان وسبعون فرقة کلھم فی النار والفرقة الناجیۃ

ھم اهل السنة (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۰۰)

یاد رکھنا چاہیے کہ گمراہ یا جہنمی فرقوں کے بیاو جیسا کہ صاحب مواقع نے
بیان کی، آٹھ ہیں۔

(۱) شیعہ کے بائیس (۲) خوارج کے بیس

(۳) معتزلہ کے بیس (۴) نجاریہ کے تین

(۵) مشبہہ کے پانچ ۶ طولیہ کا ایک

(۷) جبیریہ کا ایک

کل بہتر فرقے جو تھے یہ سب کے سب دوزخی ہیں اور فرقہ ناجیہ اہل
سنت ہے۔

غرضیکہ جن بہتر فرقوں کے گمراہ اور جہنمی ہونے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ تمام کے تمام کہ ذی عراق سے ظاہر ہوئے۔
نامور مورخ مولانا سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) اپنی محقق وایہ ناز
 تصنیف میں "عراق مشرق اور فتنہ اسلام کے عنوان سے لکھتے ہیں:-
 "مستند اور معتبر حدیثوں میں پوری تشریح کے ساتھ بروایت
 کثیرہ مذکور ہے کہ اسلام میں فتنوں کا آغاز مشرق کی طرف سے ہو
 گا۔ آپ نے انگلی سے اشارہ کر کے بار بار فرمایا کہ:-
 "اور مے شیطان کی سینگیں یعنی سورج کی کرنیں
 نکلتی ہیں۔"

یہ اشارہ عرب (مدینہ منورہ) سے مشرق کی جانب تھا۔
 یعنی عراق کی طرف۔

- ۱- دیکھو! حضرت عمرؓ کا قاتل تھا۔
- ۲- حضرت عثمانؓ کا فتنہ عراق ہی سے اٹھ کر مصر تک پھیلا۔
- ۳- جبل کی جنگ اسی سرزمین (عراق) پر ہوئی۔
- ۴- حضرت علیؓ نہیں شہید ہوئے۔
- ۵- امیر معاویہ اور حضرت علیؓ کی جنگ صفین یہیں (عراق) پیش آئی۔
- ۶- ۸- جبریہ اور قدریہ وغیرہ۔
- ۷- اسلام کے دیگر (تمام) فرقوں کی یہ سب بدعتیں، جنہوں نے اسلامی
 عقائد کی ساوگی کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہیں (عراق) سے پیدا ہوئے۔
- ۱۰- جگر گوشہ رسول اور خانہ آدہ نبوت کا قافلہ یہیں فرات کے
 کنارے لٹا۔

- ۱۲۔ مختار ثقفی، نے ادعاء نبوت کا ذریعہ کافہ یہیں (عراق) سے پیدا کیا۔
- ۱۳۔ شیعیت جس نے اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یہیں عراق کی پیدائش۔
- ۱۴۔ حجاج کی سناکیاں اسی سرزمین سے ہوئیں (حجاج عراق ہی کا گورنر تھا)۔
- ۱۵۔ ترک اور تاتار کی غارت گریوں کے نتائج جنہوں نے اسلام کی رہی سہی طاقت اور خلافت عربی کا تار تار الگ کر دیا، یہیں عراق سے رونما ہوتا ہے۔
- ۱۶۔ جتنے کہ اس جنگ عظیم ۱۹۱۴ء (اول) میں بھی واحد اسلامی طاقت (خلافت عثمانیہ ترکیہ) کے ساتھ غداری کے نتائج بھی اولاً عراق ہی سے ظاہر ہوئے اور پھر اسی کے اثرات بعد کو اور اطراف میں بھی رونما ہوتے (سیرت النبی جلد ۲ ص ۲۸۵)۔

شعبی نعمانی جو متحدہ ہندوستان کے نامور حنفی فقیہ و مورخ اور سید سلیمان ندوی کے استاد ہیں، اپنی محقق تصنیف میں لکھتے ہیں:-
 زیادہ تر فساد کا مرکز عراق اور عراق میں بھی خاص کوڑ تھا۔ دیر
 النعمان عنوان درس و افتاء بقیہ زندگی جلد ۱ ص ۱۲۱

۔ خارجیوں کا مدد مقام بصرہ تھا۔ واصل بن عطا و عمر بن عبید
 جو مذہب اعتراض کے بانی و مروج تھے، بصرہ ہی کے رہنے
 والے تھے۔ جہم بن صفوان جو فرقہ جہمیہ کا بانی و مقتدار ہے، عراقی
 ہی تھا۔ (سیر النعمان جلد ۲ ص ۱۵)

صحابہ کرام کا منظر کشی

عراق سے متعلق لغت، احادیث، شروح حدیث اور تاریخی واقعات سے
 آشنا ہونے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظریہ بھی سنئے۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں انصار کا ایک تبلیغی وفد کو فد کی جانب روانہ کرتے ہوئے ان کو فرمایا:-

”آپ کو فوجا رہے ہیں۔ وہاں آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو قرآن مجید کو انتہائی رقت و محبت سے پڑھتے ہوں گے۔ وہ آپ سے مل کر تمہیں گے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں لہذا ہمیں آپ کے ارشادات عالیہ (حدیث) سنائیے ان سے بہت کم حدیث بیان کرنا“ (حجۃ البیضاء ج ۱ ص ۱۸۱)

۲۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے عراق میں دورہ کا ارادہ کیا تو حضرت کعبؓ نے ان سے عرض کیا:-

”اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کو عراق سے محفوظ رکھے وہاں جانے کا ارادہ نہ فرمائیے۔ وہاں تو شر و فتنہ کے نوحے ہیں۔ باقی دنیا میں صرف ایک حصہ (اور وہاں ناسق جنات اور داعی العفصال ہے) (کنز العمال)

موظا امام مالک اور کنز العمال کی ایک روایت میں اس طرح بھی ہے:-

”عراق مت جاتیے کیوں کہ وہاں تو شیطان نے انڈے اور بچے دے رکھے ہیں“

۳۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے تو آپ مسجد کو فد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک حالت سجدہ میں ہی ایک کوئی نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا (اور خنجر آپ کی چوڑ پر لگی) چونکہ دشمن کافی ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ کئی ماہ بیمار رہے۔

پس جب کہ زخم بھر گیا اور آپ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو جامع مسجد کو ذکے ممبر پر آپ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:-
 - اے عراقو! کچھ تو ہمارے متعلق خوفِ خدا کرو۔ کیونکہ ہم
 تمہارے امیر اور رہمان ہیں اور ہم وہی اہل بیت ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ
 نے آیت تطہیر میں فرمایا ہے۔

إِنَّا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
 وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اللہ نہیں پاک و طاهر کر لے کا فیصلہ کر چکا ہے (تفسیر ابن کثیر)
 جب حضرت حسنؑ کو زہر دیا گیا اور آپ کی شہادت یقینی ہو گئی تو
 آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؑ سے بطور وصیت فرمایا:-
 "تم اہل بیت سے ہیں کہ سفہاء کو ذمتیں یہاں سے نکال
 دیں گے اور بہت ذلیل کریں گے۔ لہذا تمہارے لئے یہاں سے
 چلے جانا ہی بہتر ہے۔" (تاریخ الخلفاء اردو۔ ترجمہ حسن بن علی)
 واقعہ کربلا کو فیوں کی اہل بیت سے غداری و سفاکی کا ثبوت ہے۔

تالبعینہ کے ارشادات

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تالبعینہ و ہم اللہ کا درجہ ہے لہذا ان کے
 ارشادات سے ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ حضرت ہشام بن عروہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے:-
 إِذَا حَدَّثَكَ الْعَدَاةُ بِالْفَحْشِ حَدِيثٍ فَالِقَ تَسْعَادٍ وَتَسْعِينَ
 تَسْعِمَانَةً وَكُنْ مِنَ الْبَاقِي فِي شَكِّهِ (تدريج الراوی لیسوی علی ممریؒ)

جب کوئی عراقی تمہارے سامنے ایک ہزار حدیث بیان کرے تو نو سو
 ۱۔ ننانوے کا تو بالکل اعتبار نہ کرنا اور باقی ایک کو بھی شبہ سے خالی نہ جاننا۔
 ۲۔ حضرت ربیع بن عبدالرحمن کا قول علامہ فہمی نے ترجمہ امام مالک میں لایا ہے۔
 ۳۔ نقل کیا ہے۔

”وَدَبَ هَذَا الْبَيْتَ مَا رَأَيْتَ عَدَا قِيَامَ الْعَقْلِ“ (تذکرۃ الہدایہ)
 کعبہ کے خدا کی قسم! ہم نے عراقیوں کو عقل مند نہیں دیکھا۔
 ۴۔ امام زہریؒ مدنی محدث فرمایا کرتے۔

أَذَا سَمِعْتَ بِالْحَدِيثِ الْعِرَاقِي فَارْدُدْ بِهِ ثُمَّ ارْدُدْ بِهِ
 جب کوئی عراقی تمہارے سامنے حدیث بیان کرے تو اس کا بالکل
 ۱۔ اعتبار نہ کرنا۔
 ۲۔ حضرت امام عطاء بن رباح مینی ثم الکھی فرمایا کرتے۔
 ۳۔ اذا حدثك العراقي مائة حديث فائق لتعاولتسعين

تف
 اگر کوئی عراقی تمہارے سامنے پوری سو حدیث بیان کرے تو ان میں
 ۴۔ سے ننانوے کی صحت پر بالکل اعتبار نہ کرنا اور ایک جو باقی ہے اس کی بھی
 خوب جانچ پڑتال کر لینا۔

اسلامی مذاہب کے فرامین

۱۔ حضرت امام مالکؒ فرمایا کرتے۔
 ۲۔ اذا خرج الحديث عن الحجاز النقطع لنفاعة
 ۳۔ دان كان صحيحا (تدريبات الراوي مطبوع مصر ۱۳۲۳)

جب حدیث حجاز سے مکمل کر عراق پہنچ جائے تو اس کی اصل ثابت نہیں رہتی۔

۲۔ حضرت امام شافعی فرمایا کرتے کہ:-

کل حدیث جاء من العراق وليس له اصل في الحجاز

فلا يقبل (تدریب ص ۲۲)

عراقیوں کی بیان کردہ احادیث کو غور سے دیکھو۔ اگر تو ان کی اصل حجاز سے موافق ہو تو فہماور نہ ان کو قبول و معمول نہ کرنا (یہ سب روایات تدریب الادی امام سیوطی میں ہیں۔

۳۔ میزان شعرانی میں امام شافعی کا قول یوں بھی ہے:-

ایاکم والخذ بالحدیث الذی جاءکم من بلاد

اہل المدای (عراق) الا بعد التفتیش (شعرانی مطبوعہ مصر ص ۲۲)

اہل الراسے یعنی عراق کے لوگوں کی بیان کردہ احادیث پوری تحقیق و تفتیش کے بعد قبول کرنا۔

۴۔ امام السنہ امام احمد بن حنبل کا قول سنن ابوداؤد میں یوں ہے:-

تلیس لحدیث اہل الکوفة لئلا (سنن ابی داؤد مجتبیٰ دہلی ج ۲ ص ۲۵)

اہل کوفہ کی بیان کردہ احادیث حقیقی طور سے محروم ہوتی ہیں۔

اختلاف کا نتیجہ

ذکر ہو چکا یمن، شام اور حجاز تو مرکز اسلام ہیں مگر کوفہ، عراق مرکز کفر و طغیان (الاماشاء اللہ)

یہی وجہ ہے کہ حجاز، یمن اور شام میں تو اکثر اتباع قرآن و حدیث کے

علمبردار ہیں اور بفضل قیامت تک عمل بالكتاب والسنة کی صلہ ان ممالک سے
بلذہ ہوتی رہے گی لیکن کوفہ، عراقی سے اہل بدعت گمراہ فرقوں اور ان کے
جمعات کی ترویج ہوتی آرہی ہے حتیٰ کہ اہل سنت سے قریب تر جو فرقہ اس
سے ظاہر ہوا اس نے بھی اپنے فقہی مسلک کی بنیاد حجاز یا اہل مدینہ کے مسلک
د کتاب و سنت کے خلاف راستے قیاس پر رکھی۔

چنانچہ نامور مؤرخین اور مسئلہ محققین اسلام نے اس حقیقت کو جس
وضاحت سے بیان کیا ہے، نو نشہ دیکھتے۔

علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :-

انقسم الفقہ فیہم الی طریقین طریقة اہل الراى

والقیاس و ہم اہل العراق وطریقة اہل الحدیث

و ہم اہل الحجاز و کان الحدیث قیل فی اہل العراق لما

قد مآہ فاستکثروا من القیاس و مہم و نیہ فلذا لک قیل اہل

الراى و مقدم جماعتہم الذی استقد المذہب فیہ و فی

اصحابہ ابو حنیفہ و امام اہل الحجاز مالک بن انس و

الشافعی من بعدہ (ابن خلدون جلد ۲ ص ۳۷۶)

فقہ و طریق پر تقسیم ہو گئی۔ ایک طریق تو راستے قیاس پر چلنے والے کوفہ
عراق کے لوگوں کا۔ دوسرا طریق اہل حدیث کا، اور یہ حجازی لوگوں کا مسلک
ہے۔ عراق میں چونکہ علم حدیث بہت کم تھا اس لئے عراقی ائمہ نے قیاس پر
زور دیا اور اس میں خوب مہارت پیدا کر لی۔ پس اسی وجہ سے ان کا نام اہل
الائے مشہور ہو گیا۔ اس گروہ کے امام، امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردان عظام
ہیں اور اہل حجاز کے امام مالک بن انس مدنی اور امام شافعی کی لیے حجازی لوگ ہیں

الوافع شہرستانی | لہ المجتہدون من ائمة الامة، محصورون

فی صنفین لایعدان الی ثالث اصحاب الحدیث واصحاب
الرأی فاصحاب الحدیث وہم اهل الحجاز هم اصحاب
مالک بن انس و محمد بن اوسین الشافعی و اصحاب السفیان
الثوری و اصحاب احمد بن حنبل و اصحاب داؤد بن علی بن
محمد الاصفہانی واما سموا اصحاب الحدیث لان عنايتهم
بتحصيل الحدیث و نقل الاخبار و بناء الاحکام علی النصوص
و لا يرجعون الی القیاس الجلی و الخفی ما وجدوا خبرا اثر
و قد قال الشافعی اذا وجدتملی مذہبا و وجدتم خیرا علی
خلاف مذہبی فاعلموا ان مذہبی ذالک الخبر و اصحاب
الرأی وہم اهل العراق هم اصحاب ابی حنیفة النعمان
بی ثابت واما سموا اصحاب الرأی
لان عنايتهم بتجسیل وجه من القیاس و المعنی المستنبط من
الاحکام و بناء الحوادث علیها و بلما یقدرون القیاس
الجلی علی احاد الاخبار (اللیل والنعل للشہرستانی مطبوعہ مصر ۱۳۷)

مسلم مورخ علامہ شہرستانی فرماتے ہیں :-

مجتہدین صرف و فقیہی طریق کے پابند ہو گئے۔ ایک اہل حدیث دوسرے
اہل الرائے۔ پس اہل حدیث تو مدنی و مجازی لوگوں کا طریق ہے اور یہ امام مالک
شافعی، سفیان، ثوری اور احمد بن حنبل اور داؤد ابن علی بن محمد اصفہانی کے
عقیدت مند و تلامذہ کا مسلک ہے۔ ان کو اہل حدیث اس لئے کہا جاتا
ہے کہ یہ اپنے قول و عمل کی بنیاد صرف احادیث پر رکھتے ہیں اور رائے

قیاس کی طرف قطعاً دھیان نہیں دیتے۔ چنانچہ امام شافعی نے کہا ہے :-
 ”سبب رائد سبب وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہے (دوسرائیں)
 اہل راستے تو یہ لوگ عراقی والے ہیں جو امام ابو حنیفہ کے تلامذہ کا مذہب ہے۔
 امام صاحب کے شاگردوں کا نام گنوانے کے بعد لکھتے ہیں، کہ :-

ان کو اہل راستے اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا دار و مدار
 راستے قیاس پر ہے اور ہر مسئلہ میں اپنے اساتذہ کے اقوال کو
 ترجیح دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ اس حدیث کو نظر انداز کر کے قیاس
 ہی کو قبول کرتے ہیں..... الخ

ہندوستانی ترجمان اسلام | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
 ”حجۃ اللہ البالغہ اور النصاب وغیرہ میں اس حقیقت کو سبب اختلاف الہدیت
 اور اہل راستے“ کے عنوان سے ذکر کرتے ہوئے بطور مثال لکھا ہے :-

۱۔ ”سعید بن مسیب، زہری، امام مالک، سفیان ثوری اور ان
 کے معاصرین رحمہم اللہ سے لیے لوگ تھے جو راستے قیاس مسئلہ
 بیان کرنے کو مکروہ اور برا جانتے تھے۔ ان کی آخری کوشش یہی
 ہوتی تھی کہ ہر قول و فتوے میں حدیث بیان کریں۔
 چنانچہ ابن عمرؓ نے جابر بن زید سے کہا :-

”تم بصرہ کے فقہائے جو۔ پس فتوے دیتے وقت اول قسآن
 مجید پھر حدیث اور بعدہ تعامل صحابہ بیان کیا کرو۔ اگر اس کے سوائے
 راستے قیاس سے فتوے دو گے تو خود گمراہ ہو کر لوگوں کو بھی گمراہ کر دو گے“
 ۲۔ حضرت ابو نصر جب بصرہ میں ابوسلمہؓ کے پاس گئے تو
 حضرت حسن بصریؓ کو بطور نصیحت فرمایا :-

”اپنی رائے قیاس سے مسئلہ نہ بیان کرنا۔ جب فتوے دو تو کتاب و سنت کے الفاظ نقل کرنا“

۳۔ حضرت امام شعبی کو فی فرمایا کرتے تھے:

”لوگو! مسائل بیان کرنے والے اگر تمہارے روبرو قرآن اور احادیث کے الفاظ بیان کریں تو ان کو قبول کرو اور اگر ان کے رائے قیاس سے فتوے دیں تو اس کو گند کی کے ڈھیر میں دفن کر دو“ (یہ تینوں اقوالہ داری سے نقل کئے ہیں)

۴۔ امام شافعی نے امام احمد بن حنبل سے کہا:

”اے احمد! تو چونکہ مجھ سے علم حدیث کا زیادہ ماہر ہے۔ اس لئے جو حدیث تمہارے نزدیک صحیح ہے، مجھ سے وہ بیان کر دیا کرو تاکہ میں اس کو اپنا مذہب قرار دوں۔ اگرچہ وہ کوئیوں کی بیان کردہ ہو یا شام والوں کی۔ روایت کیا اسے کہ ابنے ہمام نے۔“

اہل الرائے کی تعریف و پہچان یا ان کے مسلک و طریق کی تشریح میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

”اہل الرائے کو چونکہ حدیث کا علم بہت قلیل تھا۔ اس لئے وہ اپنی فقہ کو اہل حدیث کی فقہ کے طریق پر قائم کر سکے لہذا انہوں نے اپنی فقہ کی بنیاد اپنے استادوں کے قول و فتوے پر قائم کی۔ اس لئے کہ ان کو یقین تھا، ہمارے استادوں کو دین میں کافی مہارت ہے“

چنانچہ علقمہ بلا تامل کہہ دیا کرتے:-

”حضرت عبداللہ بن مسعود سے زیادہ عالم کوئی نہیں“

اور ابو حنیفہ کہا کرتے تھے کہ :-

”ان کے دادا استاد ابراہیم کو فی حفت ابن عمر سے زیادہ عالم و فقیہ ہیں“ (جل جلالہ)

سنت کی توضیح میں شاہ صاحب رقمطراز ہیں :-

”حسن بصری فرمایا کرتے ، معبود و برحق کی قسم ! سنت ثابتہ تو

غالی اہل ظاہر اور جابہ اہل الرائے کے بین بین ہے۔ پس اہل حدیث

کو چاہیے کہ اگر مجتہدین کے قول و فتوے ، کتاب و سنت کے

موافق ہوں تو قبول کریں ورنہ نظر انداز کر دیں“

اہل الرائے کی قلت حدیث کی تفصیل انصاف میں یوں لکھے ہیں :-

”تیسری صدی ہجری کے بعد حنفی مذہب میں مجتہد مطلق و منتخب

کا خاتمہ ہو گیا کیوں کہ اس درجہ تک اس عالم کو رسائی ہوتی ہے جو بہت

بڑا عالم و محدث ہو لیکن حنفی مذہب میں ہمیشہ سے حدیث کا علم

بہت ہی کم رہا ہے“

امام احمد کے مذہب کی عظمت بیان کرتے ہوتے لکھتے ہیں :-

”اگرچہ گنتی و شمار کے اعتبار سے امام السنہ کے پیروکار کم

ہی رہے ہیں لیکن علم حدیث کے ماہر و متبحر عالم ان میں زیادہ ہوتے

ہیں اور ہر طبقہ و زمانہ میں ان سے بکثرت مجتہد ہوتے۔

ہاں نالویں صدی ہجری کے بعد یہ مسلک زوال پذیر ہو

گیا اور مصر و بغداد وغیرہ میں ان کے متبعین کی قلیل تعداد باقی رہ گئی۔

یاد رکھنا چاہیے کہ امام السنہ کے مذہب کی مناسبت اہم

شأنی سے بالکل وہی ہے جو تاضی ابو یوسف اور امام محمد کی امام

ابو حنیفہ کے ساتھ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابو یوسف اور محمد کا مذہب فقہا حنفیہ نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کے ساتھ اکٹھا جمع کر دیا ہے لیکن امام احمد کا مذہب شافعی کے ساتھ یکجا جمع نہیں کیا گیا، اور ماہر مذاہب پر ان دونوں کے مذاہب کو اکٹھا نقل کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ احمد کا مذہب شافعی کے مذہب ہی

کی ایک صورت ہے۔
مذہب شافعی اکابر کا یہ حال ہے کہ اس کے پیروکاروں سے اکثر ہمیشہ مجتہد مطلق و مجتہد منتجب گزرتے ہیں بلکہ باقی تمام مذاہب سے اس میں محدث، مفسر، اصولی، متکلمین اور شارحین زیادہ اور بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں۔

اسناد و روایت کے اعتبار سے مذہب شافعی بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہے اور احادیث و آثار میں سب سے زیادہ فائق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس مسلک کی خدمت علماء نے کی ہے اور اس کی مثال دوسرے مذاہب میں موجود نہیں۔ چنانچہ شافعی کے مذہب کی اصل کتاب تو امام مالکؒ ہے اور پھر صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی ہے۔

اہلحدیث کا طبقہ اولیٰ یعنی اکابرین اہل حدیث کے سرطران اول ینید بن ہارون، یحییٰ بن سعید قطان، امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اور ان کی مثل دوسرے حضرات ہیں۔
طبقہ ثانیہ اکی نہرست یوں گنوا تی ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، عبد بن حمید، دارمی، ابن ماجہ،

ابو یعلیٰ، ترمذی، نسائی، بیہقی، طبری، حاکم وارقطنی، بیہقی،

خطیب ابن عبد البر وغیرہم ہیں (انصار للشاہ ولی اللہ دہلوی)

علامہ رشید احمد طحطاوی | جو متاخرین احناف میں نامور فقیہ ہیں بطور سوال
وجواب لکھتے ہیں :-

فان قلت ما وقد فك على انك على صراط مستقيم

وكل واحد من هذه الفئتين يدعى انه عليه قلت ليس
ذلك بالادعاء والتثبت باستسالمهم الوهم القاصر
والقول الذائع بل بالنقل عن جملة ائمة هذه الصنعة
وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا اصحاح العبادات
في امور رسول الله صلى الله عليه وسلم واحواله و
افعاله وحركاته وسكناته واحوال الصعابة والمفاجين
والانصار والذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخاري
ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق
اهل المشوق والمغرب على صحته ما اورد في كتبهم
من امور النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه رضي الله
عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذي تسك بهد لهم

اگر تو سوال کرے کہ یہ فرقہ اس بات کا معنی ہے کہ صرف ہم ہی حق پر ہیں
تو تیرے پاس معیار حق کی دلیل کیا ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے
ہیں حق کا دعوئے اپنے قول و کماں سے صحیح نہیں بلکہ حقانیت کے ثبوت
کے لئے مسلمہ علماء و فقہاء اہل سنت کی طرف رجوع کیا جاتے جو کاتب سنت

لہ طحطاوی شرح در مختار ج ۱ ص ۱۵۲

کے انتہائی ماہر ہیں اور وہ ہیں علماء اہل حدیث، جنہوں نے کتب صحاح کو جمع کیا ان کتب کی صحت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے جیسا کہ امام بخاری، مسلم وغیرہما ہیں۔ پس جو مذہب و مسلک ان کی کتب احادیث کے موافق ہے، وہی صحیح ہے اور جو ان سے اداہر اور دھڑے وہ صراط المستقیم سے دور ہے۔ یعنی معیاً حق کتب صحاح ہی ہیں جو ان کے مطابق ہے وہ حق ہے اور جو ان کے مخالف ہے وہ غلط و باطل ہے

شاہ ولی اللہؒ نے یوں فرمایا ہے :-

”محققین علماء امت کے قول فیصل سے جو کچھ ہم نے انلازہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ امام مالکؒ، ابو حنیفہؒ، شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہم تمام مجتہدین کے مذاہب و فتاویٰ کو موطا امام مالکؒ اور صحیحین (بخاری و مسلم) پر پیش کیا جاتے۔ ان کے بعد ترمذیؒ، ابو داؤدؒ، نسائیؒ وغیرہ کتب حدیث پر پیش کیا جاتے۔ پس جو قول و فتوے ان کے موافق ہو اسے قبول و معمول کیا جاتے اور جو مخالف ہو اسے ترک کر دیا جاتے“

آگے چل کر فرماتے ہیں :-

”اگر تجھے میرے بیان میں کچھ تردد ہو تو تشفی و اطمینان کے لئے بیہقی اور معالم السنن اور شرح السنن بغوی کا مطالعہ کر پس تجھ پر واضح ہو جائے گا کہ محققین و فقہاء اہل حدیث کا طریقہ یہی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور محققین فقہاء اہل حدیث کا مذہب و مسلک ظاہری اہل حدیث سے بالکل الگ تعلق ہے
(عقد الجید)

ابو الحسن سید عبدالحی لکھنوی جو ہندوستان میں کتب فقہ حنفی کے
شارح اول ہیں اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں :-

من نظر بنظر الادب والنصاف وغاوص فی بحار الفقه و
الاصول متجنباً عن الدعايات يعلم علما يقينا ان اكثر
المسائل الفقهية والاصولية التي اختلف العلماء فيها
فمذهب المحدثين فيها اقوى من مذاهب غيرهم والى
كلما اسير في شعب الاختلاف اجد قول المحدثين فيها اقربا
من الادب والنصاف لله ورسوله وعليه مفكرهم كيف لا وهم
ورثة النبي صلى الله عليه وسلم حقا ولذا اب شرحه مدقا
حشرنا الله في ذمركم واما تنا على جبههم وسيرتهم

(امام الکلام)

جو تعصب سے الگ ہو کر منصفانہ طریق پر مسائل اختلافیہ میں غور کرے
گا۔ یقیناً وہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ کے مسلک کو حق و صواب پاتے گا۔ ہم نے تو
جب کسی اختلافی مسئلہ کی تحقیق میں کتب محققین کی ورق گردانی کے بعد آخری
نتیجہ مرتب کیا تو قول ائمہ حدیث کو انصاف پر مبنی پایا اور یقیناً ہونا بھی ایسا ہی
چاہیے کیوں کہ ائمہ حدیث ہی تو دین کے نواب اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحیح وارث و جانشین ہیں۔ ہماری تو دعائیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلک
اہل حدیث ہمیں زندہ رکھے اور اسی پر خاتمہ کرے اور حشر میں انہی کی جماعت
میں اٹھائے گا۔ آمین

سرخیل تابعین | حضرت امام شعبی کو فی اور حضرت عبد الرحمن بن مہدی
رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں :-

وین النبی محمد مختار نعم المطیعة للفق الاثار

و توغبین عن حدیث واهله فالراى لیل والحدیث نهار

(بیان شعرائہ ج ۱ ص ۱۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور مسلمانوں کے لئے حدیث و آثار ہی مشعل راہ ہیں۔ حدیث مثل دن کے روشن اور رات کے قیاس اندھیری رات کی مانند ہے۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ نوں بیوں لکھا ہے :-

یا مبغضاً لاهل الحدیث و شاقاً البشر بعقد ولانته الشیطان

او ما علت بالهم الصار الرسول لهم بلا شک و نکرات

ما ذنبهم اذا خالفوا لقوله ما خالفوا الا جمل قول فلو ان

نسبوا الیه کل مقالة اوحالة او قاتل و مکان

فلذا غضبتهم حیث ما انتسبوا لی غیر الرسول بنسبة العصان

اہل حدیث کے ساتھ بغض رکھنے اور گالی دینے والو! تمہیں شیطان کی محبت اور طریق مبارک رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل حدیث ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمان و انصار ہیں۔ کیا الجحدیث کے تم صرف اس لئے مخالف ہو کہ وہ اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں اور حضور ہی کے اقوال و افعال کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور تم اپنے کو غیر کی طرف منسوب کرتے اور غیر کے اقوال پر عامل ہو۔

ازالۃ شہب کو فہ عراق کے متعلق احادیث میں جو آئس الکھز یا قرنہ الشیطان اور السجفہ فی المشرق کے الفاظ وارد ہیں، ان کا نشانہ یہ نہیں کہ یہاں مخلص مسلمان یا اہل اللہ قطعاً نہیں ہوئے بلکہ مطلب یہ کہ فتنہ و فسادات

اور بدعات کا ظہور بکثرت ہوا جیسا کہ تاریخ اسلام گواہی دے رہی ہے۔
لہذا بطور اتمام حجت اللہ تعالیٰ نے ملک عراق میں جلیل القدر صحابہ اور
نامور و کبار تابعین کو کوفہ و بصرہ میں مقیم و مبعوث فرمایا جن کے اسماء گرامی کتب
تاریخ و رجال میں ہیں۔

جبرائیلؑ امام شافعی کو کچھ مکہ سے اتمام حجت بالشرواشاعت سنت کے
لئے ہی بغداد بھیجا اور آپ نے عراق میں اس قدر سنت کی تبلیغ و اشاعت
فرمائی کہ ناصرائیہ کے نام سے شہرہ آفاق ہوئے (طبقات المجری شعرائی و تذکرہ)
صرف یہی بلکہ آیت من اللہ امام السنہ حضرت امام احمد بن حنبل، داؤد ظاہری
اور ان کے معاصرین و تلامذہ کی کثیر تعداد اور محدثین کی بہت بڑی جماعت بغداد
بصرہ، کوفہ عراق سے ہی ظاہر ہوئی۔

پھر خاص الخاص اہل اللہ حضرت حسن بصریؒ، حضرت رابعہؒ، سید الطائفہ
حضرت جنیدؒ اور سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خود بغداد ہی سے ہوئے
ان کے بعد ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اہل اللہ بطور اتمام حجت عراق سے ہوئے اور
تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جو چلیں اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
سُلْطٰنٌ میرے بندوں پر تجھے ہرگز غلبہ حاصل نہیں ہوگا، کیا تھا، اس کی تصدیق
ہوتی رہے گی۔

نَحْبُ رِيَامَةَ الْمَعْدُونَةِ نَحْبُ سَعُودِيَّةِ (ادام اللہ)

سعودی نجد جسے اہل بدعت و قبورین وغیرہ نجد و یامیہ کے نام سے مشہور
کئے جاتے ہیں۔ دراصل یہ نجد یامہ ہے جو ملک یمن کا سرسبز و شاداب علاقہ ہے

محل وقوع کے اعتبار سے یہ علاقہ کہ اورین کے درمیان ہے۔
 نقشہ عرب کو دیکھنے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ مکہ معظمہ تھامہ
 کا شہر ہے اور تھامہ بالاتفاق یمن کا علاقہ ہے جو سمندر کے کنارہ سے شروع
 ہوتا ہے اور یمن کا غور (ہٹھاڑ) کہلاتا ہے۔

پس اس غور (یعنی کہ اسے یمن کی جانب جو اونچی سطح کا علاقہ شروع ہوتا
 ہے وہی نجد سعودیہ ہے جو عہد قدیم میں نجد یامہ یا وادی بنی حنیفہ کے نام
 سے مشہور تھا۔ چنانچہ معجم البلدان اور تاج العروس کی بیان کردہ فہرست
 نجد عرب میں نجد البرق، نجد اجا، نجد عقیقہ اور نجد تھامہ کے نام سے گزر چکے ہیں
 صحیحین میں نجد یامہ کا ذکر حدیث تھامہ بن اثال اور وادی بنی حنیفہ کے باب
 عنوان سے موجود ہے :-

بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیلہ قبل نجد فجاءت

برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ ، اثال دیناری کتاب الخاتم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سواروں کا ایک دستہ نجد کی
 طرف روانہ فرمایا جو بنی حنیفہ کے فروشا۔ بن اثال کو گرفتار کر کے (مدینہ منورہ)
 میں لے آیا۔

بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیلہ نحو

ارمن نجد فجاءت برجل یقال لہ ثمامۃ بن اثال سید

اہل الیامۃ (سلم۔ کتاب الجہاد والیور۔ باب ربط الاسیر وجسہ

و من علیہ جلد دوم)

لہ و یقال ان نجد کلھا من عمل الیامہ (معجم البلدان) وہ تمام علاقہ جو یامہ
 کے ماتحت ہے، نجد یامہ کے نام سے غمرا آفاق ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکرِ سجد کی طرف روانہ فرمایا جو اہل یامہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر لے آیا۔

ثمامہ کا بیان | ان خیلک اخذتني وانا اريد

العسرة فماذا اتدعي (بخاری کتاب المغازی)

آپ کے سواروں نے مجھے اس حال میں گرفتار کیا کہ میں اپنے گھر سے عمروہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟

علامہ کرمانی حنفی | نے یامہ کی نشان دہی جغرافیائی اعتبار سے یوں فرمائی ہے

”بلدة باليمن على اربع مراحل من مكة“

(صیح بخاری، کتاب المغازی، باب بنی حنیفہ)

یامہ میں کا وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ سے چار مراحل کی مسافت پر آتا ہے۔
حافظ ابن حجر | نے قبیلہ بنی حنیفہ کی سکونت کی جغرافیائی نشان دہی یوں فرمائی ہے

هي قبيلة شديدة ينزلون اليمامة بين مكة

واليمن..... واما ثمامة بن اثال وهو من

فضلاء الصحابة (فتح الباری شرح بخاری)

مشہور قبیلہ ہے جس کی سکونت مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان ہے، جو سجدہ یامہ کے نام سے مشہور ہے..... اور حضرت ثمامہ بن

اثال سجدہی اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں۔

شارحین کی متفقہ نشان دہی | کانسیجہ یہ ہوا:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سواروں کو سجدہ یامہ ہی کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان ہے۔

۲۔ وہ سوار سجدہ یامہ کے سردار حضرت ثمامہ کو جو اپنے وطن یامہ سے عمروہ

نیت پر کہ محکمہ جارجیا تھا، گرفتار کر کے مدینہ منورہ میں لے آئے۔
۲۔ نجد یامہ عرب کی شہرہ آفاق قوم قبیلہ بنی حنیفہ کی جاتے رہائش ہے۔
اگرچہ حدیث اور شارحین نے یہ نشانہ دہیہ مومنہ کے لئے کافی ہے۔
محققین اضافہ کے لئے کہتے ہیں۔

عہد حاضرہ کا سعودی نجد عہد قدیم میں نجد یامہ اور وادی بنی حنیفہ کے نام
سے شہرہ آفاق تھا۔ چنانچہ سعودی عرب کا وہ حصہ نقشہ عرب میں عارضی نام
سے نظر آتا ہے یہی عہد قدیم میں یامہ اور وادی بنی حنیفہ نام سے مشہور تھا۔
وادی بنی حنیفہ قبیلہ بنی حنیفہ کی جاتے رہائش کی وجہ ہی سے وادی بنی
حنیفہ کے نام سے مشہور ہے۔

وادی یامہ کی نسبت یہ علامہ کرمانی حنفی رحمہ اللہ نے یہ لکھی ہے۔

جادیۃ زرقاء کانت قبصرا لراکب من مسیق

ثلاثۃ ایام و بلاد الجود منسوبة الیہا رہی مس

الیمین (بغدادی)

قدیم الایام میں ایک سیاہ فام لونڈی اس حصہ نجد میں گزری ہے
جسے تین دن کی مسافت سے دکھائی دیتا تھا۔ چونکہ اس کی آنکھیں یامہ
دکھوتر کی مانند سرخ تھیں۔ لہذا اس وجہ سے اس کا نام ہی یامہ مشہور ہو
گیا۔ چونکہ وہ اپنی بصارت کی تیزی کے سبب سے ضرب الشل تھی، لہذا
اس کی شہرت عامہ کی وجہ سے اس علاقہ کا نام ہی یامہ پڑ گیا۔ یہ یمن کا حصہ جو
آل سعود کا مرکز یہی العارض یا وادی بنی حنیفہ اور یامہ ہی ہے کیونکہ امام
التوحید شیخ محمد بن عبد الوہاب کا آبائی مسکن و مولد عینیہ ہے۔

حرمیلا میں آپ نے تعلیم و تربیت حاصل کی، پھر مدینہ منورہ سے واپسی

پر علم توحید حری ملا ہی سے بلند کیا۔ پھر بوجہ اختلاف عینیہ تشریف لے گئے اور بالآخر دوبارہ درعیہ پہنچے تو امیر محمد بن سعود نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کو اپنا قائم اور شیخ الاسلام تسلیم کیا۔ درعیہ کی ہربادی دس (۱۲۳۳ھ) کے بعد آل سعود نے "ریامن" کو مسکن و دار السلطنت قرار دیا۔

غرضیکہ آل سعود اور امام التوحید کا آبائی وطن وادی یمامہ ہی ہے اور نجد وین کا اکثر و بیشتر علاقہ یمامہ ہی کے ماتحت ہے۔ چنانچہ عجم البلدان کے الفاظ یہ ہے :-

”وَيَقَالُ اِنْ نَجِدْ كُلَّهَا مِنْ عَمَلِ الْيَمَامَةِ“

تہامہ اورین کا درمیانی علاقہ نجد یمامہ ہی کے نام سے مشہور ہے اور آل سعود کی سرفرازی کا آغاز نجد یمامہ ہی سے ہوا ہے۔

سردار یمامہ کا مقاطعہ | قریش مکہ اسلام اور مسلمانوں کے اس درجہ دشمن تھے کہ سدان یکے بعد دیگرے بھاگ اور چھپ کر مکہ مکرمہ سے نکل گئے مگر امیر یمامہ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا (مکہ میں) قریش کے مجمع عام میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان جن الفاظ سے فرمایا وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں :-

فَبَشِّرْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَامَ لَهُ

اِنْ يَعْتَمِدُ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ قَاتِلُ اَصْحَابِ قَتْلٍ وَلَكِنْ

اَسَلْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ

طَلَّهِ لَدَا تَيْكُمُ الْيَمَامَةِ حَبَّةَ حَنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِزَانِي كِتَابِ الْغَادِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیتے ہوئے کہ عمرہ پورا کر

اللہ شعیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں ینہ میں ہدایت

کے ہاؤ۔ پس جب تمام مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش نے بطور طعنہ کہا:
 ”تو بھی صباہی (آبائی دین سے پھر کر گمراہ) ہو چکا ہے؟“
 حضرت تمام نے کہا:-

”بلہ دین نہیں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ایمان لایا ہوں۔“

قریش یہ سن کر جوش میں آگئے اور قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ یہ دیکھ
 کر حضرت تمام نے کہا:-

”تم کیا سمجھتے ہو۔ ہم تو تمہیں بھوکا مار دیں گے۔ خدا کی قسم جب
 تمک بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت حاصل نہیں کرو گے تمہیں
 نجدیہ سے ایک دانہ اناج بھی نہیں مل سکے گا۔“

ما قظ ابن حجر اور قسطلانی نے مختصر اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:-

انه خرج معتمدا حتى اذا كان ببطن مكة لبى فكان

اول من المسلمين من دخل مكة لبي

حضرت تمام جبہ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو یہی وہ پہلے
 مسلمان تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمودہ لبیک باواز
 بلند پکارا جس سے قریش میں ہل چل اور شور برپا ہو گیا اور کہنے لگے:-

”تمام! تو نے ہم پر بہت زیادتی کی۔ صباہی ہو کر ہمارے روبرو
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کروہ لبیک پکارتا ہے؟“
 حضرت تمام نے کہا:-

”میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور مسلمان ہوں۔“
 یہ سن کر بعض قریش قتل کے درپے ہوئے مگر سرکردہ افراد نے ان کو

یہ کہہ کر روک دیا کہ :-

”یہ تو سجد یمامہ کے سردار امیر ہیں اگر تم نے ان سے گستاخانہ سلوک کیا تو پھر جہو کے سر جاتے گئے کیونکہ یمامہ ہی سے تو تمہیں کھانے کے لئے اناج ملتا ہے“

یہ معلوم کر کے قریش کو اپنی بے وقوفی اور غلطی پر ندامت ہوئی اور سہم کر غامض ہو گئے۔

حضرت ثناء کو ان کی اس حرکت پر بہت رنج ہوا، غصہ سے فرمایا :-

”خدا کی قسم! جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش نہیں لاؤ گے۔ تمہیں ایک دانہ بھی سجد یمامہ سے نہیں مل سکے گا“

عمرہ سے فارغ ہو کر جب ثناء واپس پہنچ گئے تو اپنے ملک اور قوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلان کر دیا :-

”قریش چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں،

لہذا جب تک وہ حضور کو خوش کر کے ان سے سفارش نہ کر لیں

ان کو ایک دانہ بھی نہ دیا جائے“

نتیجہ یہ ہوا کہ قریش کہ اناج ملنا بند ہو گیا اور وہ بد بخت قحط کا شکار ہو گئے۔ درجہ مجبور ہوتے کہ انتہائی شرمندگی سے حضور کی خدمت میں ایک وفد بھجوا کر یہ درخواست کی :-

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو تو آپ رشتہ داروں

اور عوام سے ہمدردی کا وعظ فرماتے ہیں لیکن ہم (اہل مکہ) جو خود

تیرے ہی رشتہ دار اور قوم و قبیلے سے ہیں، ہمارے ساتھ آپ

کا یہ برتاؤ ہے کہ بڑے بڑے سرداروں کو تو بدر اور اُحد وغیرہ

جنگوں میں تریخ کر دیا بقیہ کو بھوک و ناقصے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے

قریش کی اس بے کسی پر رحمۃ للعالمین کو رحم آگیا اور ثمامہ کو لکھو ایسیجا:

قریش مکہ کو حسب سابق اناج دیتے رہو۔

بحکم موصول ہونے پر ثمامہ (رضی اللہ عنہ) نے مقاطعہ ختم کر دیا۔

مبارک فی الیامہ کا عصرہ اسرا و نجد یامہ کی کفر کش پالیسی اور جذبہ محبت نبوی کا نرۃ لا حظ فرمانے کے بعد نجد یامہ کے ایک مولود کی شہادت بھی سلتے جاتے جو پیدا ہوتے ہی اس نے عامۃ الناس کے رو برو پیش کی۔

حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ میں سجالہ بیہقی یہ حدیث مختلف طریق سے لاتے ہیں:-

”أتاہ رجل من اهل الیامہ غلام یوم ولدہ و قد

لغہ فی خرقۃ فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا غلام من انا؟

قال: انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقال له:-

”بارک اللہ فیک“

فلکا نسیمہ مبارک الیامہ الدایہ والنهاۃ

ایک شخص جو یامہ کا باشندہ تھا۔ ایسے بچہ کو کپڑا میں لپیٹے ہوئے لایا

جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

”اے بچے تو جانتا ہے میں کون ہوں“

اس بچہ نے کہا:-

”آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

”یہی شہادت سننے کے بعد آپ نے فرمایا:-

”اللہ تعالیٰ تجھے مبارک کرے“

صحابہ فرماتے ہیں :-

”ہم اسے مبارک الیام نامہ سے ہی پکارتے تھے۔“

واقعات ماضی | اگر تاریخ بہ کہ تاریخ واقعات کو دہرانے یا تازہ کرنے کی عادی ہے تو پھر کہا جاسکتا ہے کہ شیخ محمد نذد اللہ مرقہ ہر سے مبارک الیامہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور امراء آل سعود نے حضرت پیامہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے یعنی جیسا مبارک الیامہ نے پیدائش کے روز ہی توحید و رسالت کا اعلان کیا ویسے ہی شیخ محمد نے سجدہ میں توحید و سنت کا نعرہ بلند کیا۔ اور امیر محمد بن سعود نے اس سے متاثر ہو کر حضرت شمار رضی اللہ عنہم کی طرح اپنی سیادت و امارت کی طاقت سے کتاب و سنت کے احکام کو حد و ملک میں نافذ کرتے ہوئے شرک و بدعائم، چوری، زنا، قتل، ڈکیتی اور جملہ اخلاقی جرائم کو حد و ریاست سے خارج کر دیا۔

اس دن سے آج تک مملکت سعودیہ عربیہ، خلافت راشدہ کی یاد تازہ کرتی ہوئی دنیا سے کفر اور دنیا اسلام کو برابر کی دعوت دیتی چلی آرہی ہے کہ:-

”اے امن و سلامتی اور انسانی ہمدردی کی تڑپ رکھنے

والو! اسلامی آئین سہی تمہاری صحیح رہنمائی کر سکتا ہے“

رسول اللہ ﷺ کا مشورہ | اہل سجدہ کی حضور سے محبت کا نور ملاحظہ فرمائیے کہ بعد رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم سے اہل سجدہ کی فضیلت اور ان کے گروہ میں شرکت کا مشورہ بھی سنئے :-

سید صدر الامر ان تکرلوا جنودا مجندة جند بالشام
وجند باليمن وجند بالعراق فقال ابن حواله خسر لی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادرکت ذالک
فقال عليك بالشام فانها خیر من اللہ من ارضة یجتبیٰ الیها
..... من عبادہ فاما ان ابیتہ فعلیکم بیمتکم واسعدا
من عند رکہ دمترة بآذکوالین)

ایسا وقت بھی آئے گا کہ تم شکر شکر ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شمار کا ہو گا۔
دوسرا یمن والوں کا، تیسرا عراق والوں کا۔ ابن حوالہ کہتے ہیں یہ ارشاد مستسن کر
میں نے عرض کیا :-

”حضور! اگر میں ایسا وقت پاؤں تو فرمائیے کس لشکر یا گروہ
میں شامل ہونا میرے لئے بہتر ہے؟
فرمایا :-

”اہل شام کے لشکر میں، کیوں کہ شام اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ
زمین ہے اور اللہ کے برگزیدہ بندے شام ہی کی طرف رجوع
کرتے ہیں۔

پس اگر اہل شام کے گروہ میں شریک ہونے سے کوئی امر
مانع ہو تو پھر اپنے ٹھکانے رہتے ہوئے اپنے یمنی گروہ کے ساتھ
مل کر رہو“

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں

انکم مستجندون جنودا فقال رجل خذ لی یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عليك بالشام فانها صفة اللہ

مَنْ بَدَّهٖ فِيهَا خَيْرٌۢ لَّهِ مِنْ عِبَادَةٍ فَمَنْ دَغِبَ عَنْ ذَاكَ

فَلْيَلْحَقْ بِنَجْدٍ رَسَدَ بِنَاذِمٍ

عنقریب تم لشکر لشکر ہو جاؤ گے۔ سینے والوں میں سے ایک شخص نے

سوال کیا :-

”حضور اگر میری زندگی میں ایسا وقت آجائے تو فرمائیے کس

لشکر میں شامل ہونا میرے لئے باعث خیر ہو گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

”اہل شام کی معیت افضل ہے کیونکہ شام اللہ تعالیٰ کا

پسندیدہ ملک ہے۔ اہل شام کی معیت سے اگر کوئی خاص امر

مانع ہو تو سجد ہی کر وہ کی صحبت لازم پڑو“

نتیجہ | پہلی حدیث میں تین گروہوں کا ذکر فرمایا اور دوسری حدیث

میں صرف دو لشکروں کا ذکر فرماتے ہوئے یمن کی بجائے نجد فرمایا، جس سے

ظاہر ہے کہ :-

۱۔ یمن و نجد سے آپ کی مراد نجد میں المعروف نجد یامہ ہے جو عہد حاضر

میں نجد سعودی کے نام سے مشہور آفاق ہے۔

۲۔ عواتی گروہ کی شرکت سے سکوت دعاوشی، اس امر کا ثبوت ہے

کہ عواق چونکہ کفر و طغیان کا مرکز ہے، لہذا عواتی گروہ سے ہر حال میں

بچتے رہنا۔

تاریخ گوامہ | اہل نجد کی تردید و مخالفت کی ابتداء امدان سے جنگ کا

آغاز عراق ہی سے ہوا۔ جس سے یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ اخوان

الجمہد نجدیہ علما و تدریساً اور عملاً :-

لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم

من خذلهم

کا مصداق ہیں دیکھو کہ عراقیوں، ترکوں اور مصریوں کی متفقہ سازشوں اور مملکت جنگوں کے باوجود اخوان التوحید نجدیہ دنیا کی وہ ممتاز قوم ہے کہ کتاب سنت کے آئین کو نافذ کرتے ہوئے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی یاد تازہ کر رہی ہے۔

رب زد فذلک

خاتمہ سخن | کہنے کو تو ترکی، مصر، عراق، انڈونیشیا، ایران، افغانستان وغیرہ مسلمان ممالک یا اسلامی حکومتیں ہی ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جو اسلامی آئین کو عملاً اپنا ملکی آئین اور اسلامی شعار کو اپنا قومی شعار ثابت کرنے کی جرات کر سکے۔

پاکستان | جو تمام اسلامی ممالک کی لیڈری کا مدعی ہے اور لاکھوں انسانوں کا خون اور ہزار ہا عورتوں کو ہندوؤں کے قبضے میں سے صرف اسلام ہی کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس کا حکمران طبقہ بھی اپنے سوا عید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آج تک اسلامی آئین کے نفاذ سے ناآفہ ہوا ہے۔

یہ فخر و شرف | صرف مملکت سعودیہ عربیہ ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنا دستور کتاب و سنت (خلافت راشدہ کے بیچ پر جاری رکھتی ہوئی دنیا سے کفر و دنیائے اسلام کو دعوت دے رہی ہے کہ۔

”انسانی صلاح و فلاح کا واحد اجارہ دار صرف اسلامی آئین ہی ہے۔ اسے نظر انداز کر کے انسانی دماغ کے اشتراک کر وہ آئین سے اس کی صلاحتی اور انصاف کی امید رکھنا“

ایسے خیالہ اسے محالہ استند و جب نولہ
 لیے انخوان التوحید نجد سعودی کی پی وہ نمایاں خصوصیت ہے
 جہاں کہ حُبِّ اللہ فی انفسہ ثابت کر رہی ہے اور اسی کی برکت سے
 اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کی مست از اور مالدار حکومت بنا دیا ہے۔

اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه و
 سلم واجعلنا منهم و اخذل من خذل دين محمد
 صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم (آمین)

واخبره عواصا ان الحمد لله رب العالمين

العبد المذنب محمد اشرف سندھو



12156

تصانیف مولانا حکیم محمد اشرف سندهو

- | | |
|--|-------------------------------------|
| ۱۲- البشری بعبادة الدارين (عربی) زیر طبع | ۱- مقياس حقیقت ۳۰-۰۰ |
| ۱۵- قلمح داریں ۲-۵۰ | ۲- تاریخ التقلید ۲۰-۰۰ |
| ۱۶- مناظرہ چک ۲-۰۰ | ۳- پیغام حبیب الہی ۱۵-۰۰ |
| ۱۷- علما دیوبند کا مذہب ۳-۰۰ | ۴- مقام اہل حدیث ۱۲-۰۰ |
| ۱۸- فرقہ ناجیہ ۲-۰۰ | ۵- بریلوی عقائد و اعمال ۸-۰۰ |
| ۱۹- زندہ در گور کا پس منظر ۱-۵۰ | ۶- بریلویت کا پس منظر ۷-۰۰ |
| ۲۰- فرقہ وجودیہ کی اصیلت ۱-۵۰ | ۷- رکعات قیام رمضان ۵-۰۰ |
| ۲۱- شمع توحید پنجابی ۱-۰۰ | ۸- عقیدہ حیات النبیؐ ۵-۰۰ |
| ۲۲- شان محمد ۱-۰۰ | ۹- رسول اللہ کی نماز ۴-۰۰ |
| ۲۳- سیرۃ النبیؐ ۷-۵۰ | ۱۰- اکمل البیان فی شرح ۵-۰۰ |
| ۲۴- شافعہ و وزیر خاں ۷-۵۰ | ۱۱- حدیث نجد قرن الشیطان |
| ۲۵- حقیقت ایمان ۷-۵۰ | ۱۲- اکمل البیان فی شرح ۲-۰۰ |
| | ۱۳- تقلید جاد کے برگہ ربانہ زیر طبع |

مناظرہ حجہ کلاں ولایت محمدی تعویذ محمدی - تاریخ اہل بیت پنجابی نظم میں احمد بکر دیوبندی - ناک کا پیغام (سکھ سنتوں کے نام) - ناک کی ہر داس (سکھ سنتوں کے پاس گیمانی جی کیوں مسلمان ہوتے وغیرہ رسائل بھی وقتی ضرورت کے تحت مجھے جو نایاب ہو چکے ہیں

کازالاشاعت اشرفیہ

سندھو بلوکی، ضلع قصور

نقش سعودیہ نجد و حجاز



